۷ ر ہش ۱۳۴۴ | ۱۰ ر جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ | ۷ ر اکتوبر ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۵ ر اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع نہیں مل سکی احباب جماعت اپنے محبوب امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۵ ر اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور قادیان کے دوسرے بزرگان اور جملہ درویشان بھی ہر طرح خیریت سے ہیں۔ اور سب احباب کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

— محترم جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان اپنے کلکتہ اور دہلی کے سفر سے مورخہ ۳۰ ر ستمبر کو بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔ آپ کے اس سفر کے کوائف اندر ملاحظہ فرمائے جائیں۔

اللہ تعالیٰ سب احباب جماعت کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ہر جگہ سب کا محافظ و ناصر ہو۔ آمین۔۔

جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے
شری لال بہادر شاستری وزیر اعظم بھارت سرکار کی خدمت میں اپنی خدمات کی پیشکش
اور ان کی طرف سے شکریہ کا خط

موجودہ غیر معمولی حالات میں نظارت امور عامہ قادیان کی طرف سے شری لال بہادر شاستری وزیر اعظم بھارت سرکار کی خدمت میں لکھا گیا تھا کہ بھارت سرکار ان غیر معمولی حالات میں پاکستانی جارحیت کے مقابلہ کے لئے جو کارروائی کر رہی ہے جماعت احمدیہ قادیان اس معاملہ میں اپنی سرکار کو اپنے تعاون کی پیشکش کرتی ہے اور پاکستان کی جارحانہ کارروائی کی مذمت کرتی ہے اس پر جناب وزیر اعظم صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل شکریہ کی چٹھی موصول ہوئی ہے۔

نئی دہلی ۱۱
۲۶ - ۹ - ۶۵

چٹھی نمبر No. F.23 (95) 65-P.M.P

پیارے جناب

مجھے یہ ہدایت ملی ہے کہ میں آپ کی چٹھی مورخہ کی رسیدگی کی آپ کو اطلاع دوں اور شکریہ ادا کروں۔ جو آپ نے وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں بھجوائی ہے۔ اور جس میں آپ نے پاکستان کی جارحانہ کارروائی کی وجہ سے مادر وطن کی عزت اور حفاظت کے سلسلہ میں حکومت کی دفاعی کارروائیوں میں اپنی امداد اور تعاون کی پیشکش کی ہے۔

آپ کا مخلص
(دستخط) آر۔ کے۔ گوئل
اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری ٹو
وزیر اعظم ہند

بخدمت جنرل سیکرٹری (امور عامہ)
جماعت احمدیہ قادیان

مبارک میں جملہ احمدی بھائیوں نے اجتماعی دعا کی۔ محترم مولوی عبدالرحمان صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے دعا کرائی۔ اور دعا سے قبل دوستوں کو توجہ دلائی۔ کہ موجودہ نازک حالات میں ہم سب بھارتیوں کا فرض ہے کہ ہم اپنے افسران اور لیڈران کے ہاتھ مضبوط کریں۔ اور ان کی طرف سے دیش کی حفاظت اور مضبوطی کے لئے جو کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ان میں ان کو اپنا تعاون دیں۔ نیز پاکستان کے ساتھ جنگ میں ہمارے جن فوجی جوانوں نے شاندار کارنامے سرانجام دیتے ہوئے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ ان کی روح کی شانتی کے لئے دعائیں کریں۔ اس کے لئے سب احمدی بھائیوں نے مل کر دعا کی۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

۲ ر اکتوبر پبلک کی حفاظت۔ ترقی اور کامیابی کیلئے دعا کی گئی
راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن کا بھارت واسیوں کے نام پیغام

قادیان ۲ ر اکتوبر ۱۹۶۵ء۔ جناب راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن صاحب نے چند روز قبل ریڈیو پر دیش واسیوں کے نام اپنے پیغام میں فرمایا تھا۔ کہ ۲ ر اکتوبر بہاتما گاندھی جی کا جنم دن ہے۔ دیش واسی اس روز مہاتما جی کو شردھانجلی پیش کرنے کے علاوہ امسال یہی پاکستان کی جارحانہ کارروائی میں شہید ہونے والے فوجی جوانوں کی قربانیوں کو یاد کریں ان کے لئے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں اپنے اپنے طریق کے مطابق ان کے لئے پرارتھنا کریں اور اپنے دیش کی سلامتی۔ کامیابی اور ترقی کے لئے ... ۔

چنانچہ راشٹرپتی جی کے اس پیغام کے مطابق ۲ ر اکتوبر کو بعد نماز ظہر مسجد

ملک پر جان قربان کرنے والے ایک بہادر کی تقریب بھوگ
جناب سردار جوگندر سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی شمولیت

قادیان ۳ ر اکتوبر۔ آج موضع کھیتی بانگر متصل قادیان میں مادر وطن کے قدموں میں اپنی جان کی قربانی پیش کرنے والے ایک بہادر سپوت کی تقریب بھوگ عمل میں آئی جس میں بلحاظ مذہب و ملت قادیان کھیتی اور گرد و نواح کے دیہات سے سینکڑوں لوگ شامل ہوئے۔ اور ہندو مسلمان اور سکھ معززین نے شمع وطن کے اس پروانے کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا جس کا نام شیو دیو سنگھ تھا اور وہ لاہور سیکٹر کے محاذ پر شہید ہوا تھا۔

جناب سردار جوگندر سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ آج کی شہید کی یاد ... کے اس کی یاد ... محسوس کریں گے ... تمام اہل ملک کا ... ہے تمام ملک کے ان بہادر سپوتوں کے خاندانوں کو سرکار کی طرف سے امداد دینے کا انتظام کیا ہوا ہے شہیدوں کی بیواؤں کو وظیفے جاری ہیں اور یہاں سے شہید کے خاندان کو بھی دیئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ ... سنگھ اور اس کی بیوہ کو ضلع کی طرف سے چار صد روپیہ ... کے عطیہ ... ۱۰۰ روپیہ ... کی مشین دیتا ہوں۔ شہادت کی کوئی قیمت نہیں لگائی جا سکتی یہ تو صرف ان قربانیوں سے عقیدت کا ایک اظہار ہے ضلع پریشد وغیرہ میں ان شہیدوں کی تصویریں لگائی جائیں گی۔

صوبیدار رام سنگھ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس شہید کی نعش کے یہاں آنے پر قادیان کی تمام پارٹیوں بشمول جماعت احمدیہ نے اس کا استقبال کیا تھا گاؤں کھیتی کے تین جوان شہید ہو چکے ہیں اور ... اور اس طرح کے سینکڑوں جوان فوج میں ملک کی خدمت کر رہے ہیں ... جماعت احمدیہ کی طرف سے حکومت وقت کے خدمتگار ... نے اپنے الفاظ میں شہید کو خراج عقیدت پیش کیا۔

جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے ... نے شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس گاؤں نے پہلی عظیم جنگ کے محاذ پر بہادر پر فوجی مہیا کر نیوالے ایک جوان چین سنگھ کو اور بعد ازاں حالیہ محاذوں پر دو بہادر جوانوں کو شہید کروا کر ہمارا سر فخر سے اونچا کیا ہے ان شہیدوں کے خاندان مبارکباد کے قابل ہیں کیونکہ ان کی موت قابل فخر ہے آپ نے کہا کہ علاقہ خالصہ ... سکول کی طرف سے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ان شہیدوں کے بچوں کو تعلیم ... جماعت تک مفت تعلیم کی سہولتیں دی جائیں گی۔ کالج کے پرنسپل صاحب نے بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کے بچوں کی مفت تعلیم کا انتظام کریں گے۔

... کمیٹی کی طرف سے تینوں شہیدوں کے خاندانوں کو اڑھائی اڑھائی سو روپیہ دیا جا رہا ہے جس میں ۲۷۵ روپیہ سکول کی طرف سے ۱۲۹ روپیہ ... قادیان کی طرف سے ... روپیہ سردار ... صاحب ... کمشنر ... اور ۲۰۱ روپیہ ... کی طرف سے شامل ہے ... رام پرکاش پربھاکر صاحب سیکرٹری ... نے کہا ... جوانوں نے سرحدوں کی حفاظت کیلئے ... اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر قربانی کی ہے ... ہمارے لئے فخر ہوتی ہے ہمیں چاہیئے کہ ... کی مذمت کریں۔ ایسے وقت میں سیاسی اختلافات کو ... بالائے طاق رکھ دینا چاہیئے۔

سردار ... جنرل سیکرٹری ضلع کانگرس کمیٹی نے کہا کہ ... دو شہیدوں ... پیش کی گئی تھی۔ ایک شہید کی بیوہ نے ... کے محاذ جنگ پر شہید ہوا ہے ... کہ ... بہادری دکھائے۔

پنڈت ... لال صاحب ایم ایل اے ... شہید ...

مالک مسلمان احمدیہ ... پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

مرکزی حکومت کے ارباب حل و عقد کی ہمدردی کا شکریہ

(اور)

سفر کلکتہ و دہلی کے مختصر کوائف

از جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان

نظارت بیت المال سے تعلق رکھنے والے امور کی سرانجام دہی کے لئے جماعت احمدیہ کلکتہ کی تجویز پر خاکسار نے چار پانچ روز کے لئے کلکتہ جانے کا پروگرام بنایا اور یہاں سے مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۶۵ء کو بذریعہ ہوڑہ میل مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال کو ہمراہ لے کر کلکتہ کا سفر اختیار کیا۔ مورخہ ۴ ستمبر کی صبح کو بروز ہفتہ ہم کلکتہ پہنچے اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ کلکتہ کے تعاون سے کلکتہ سے واپس قادیان آنے کے لئے ۸ ستمبر کے لئے خاکسار کی سیٹ ریزرو کروائی جا چکی تھی۔ کلکتہ کی جماعت کے اکثر احباب چونکہ اپنے پرائیویٹ کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں اور ان کو اتوار کے روز کچھ فراغت میسر آتی ہے اس لئے سالہا سال سے اتوار کے روز کسی مرکزی جگہ میں قرآن مجید کا درس دیا جاتا ہے مورخہ ۵ ستمبر کو اتوار تھا اور مکرم سیٹھ محمد حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کے مکان واقع Lower Chitpur Road میں درس کا انتظام تھا۔ اس روز شدید بارش ہو رہی تھی مگر اس کے باوجود مقامی مجلس عاملہ کے اکثر عہدہ داران اور کچھ دوسرے احباب تشریف لائے مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے قریباً نصف گھنٹہ قرآن مجید کا درس دیتے ہوئے مسئلہ شفاعت کی عالمانہ تشریح فرمائی۔ درس کے ختم ہونے پر دوستوں کی خدمت میں خاکسار نے مختصر طور پر اپنے آنے کی غرض بیان کرتے ہوئے مرکز کی بعض اہم مالی تحریکات کا ذکر کیا جس کے بعد یہ طے پایا کہ جو دوست تشریف نہیں لا سکے ان سے بھی انفرادی طور پر بھی ملا جائے تاکہ جماعت کے زیادہ سے زیادہ دوستوں کو مرکز کی مالی ضروریات میں حصہ لینے کا موقع مل سکے چنانچہ اس کے مطابق ایک حد تک عمل درآمد ممکن ہو سکا۔

جس روز خاکسار قادیان سے کلکتہ کے لئے روانہ ہوا ملکی حالات اور فضا اس وقت بھی ایسی سازگار نہ تھی۔ مگر یہ گمان نہ تھا کہ اس قدر جلد ہند و پاکستان میں ایک وسیع پیمانہ پر جنگ کے شعلے بھڑک اٹھیں گے۔ اگر ایسی حالت کا یقینی اندازہ ہوتا تو خاکسار کا سفر کلکتہ ملتوی کیا جا سکتا تھا۔ لیکن بعد کے پیدا شدہ حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ ہمارے علیم و خبیر خدا کو سب کچھ معلوم تھا اور مشیت الٰہی کسی اور اہم مقصد اور خدمت کے لئے خاکسار کو قادیان سے باہر سفر پہ لے جا رہی تھی۔

۶ ستمبر کا روز وہ تاریخی دن ہے جبکہ پاکستان کی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے ملک کے سیاسی رہنماؤں نے ایک جرأت مندانہ فیصلہ کرتے ہوئے اپنے ڈیفنس کے لئے عملی اور نتیجہ خیز قدم اٹھایا اور تمام ملک پر ایک ہنگامی صورت حالات پیدا ہو گئی۔ ریڈیو اور اخبارات کی خبروں سے معلوم ہوا کہ پنجاب کے سرحدی اضلاع بالخصوص ضلع گورداسپور، امرتسر اور فیروزپور بارڈر سے قریب ہونے کے باعث کافی حد تک متاثر ہو چکے ہیں۔ اور قادیان آمد و رفت اور وہاں کے رسل و رسائل کے ذرائع بھی قریباً مخدوش ہو چکے ہیں۔ مقامی جماعت کلکتہ کے عہدہ داران کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ خاکسار کی واپسی امرتسر کے لئے ریزرو شدہ سیٹ منسوخ کروا دی جائے اور بجائے کلکتہ ٹھہرنے کے مرکزی دار الحکومت دہلی میں جلد از جلد پہنچ جانا چاہئے۔ تاکہ وہاں جا کر مرکز قادیان کی خیریت معلوم کر کے جماعتوں کو بھی باخبر رکھا جا سکے۔ اور قادیان کی حفاظت کے انتظامات کے متعلق بھی حسب ضرورت مرکزی افسران حکومت سے مل کر کوشش اور جدوجہد کی جا سکے۔

۷ ستمبر صبح کو یہ خبر ملی کہ گذشتہ رات کلکتہ میں کم و بیش ساڑھے تین صد افراد کی گرفتاریاں ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت عمل میں لائی گئی ہیں۔ ان میں کسی غلط فہمی کی بنا پر ہماری جماعت کے تین ذمہ وار دوست یعنی مکرم میاں محمد عمر صاحب سہگل، مکرم محمد مجید صاحب وہرہ اور مولوی فضل کریم صاحب کو بھی حراست میں لے لیا گیا ہے اور بنگال کی صوبائی حکومت کا کہنا ہے کہ یہ گرفتاریاں مرکزی حکومت کی ہدایت کے مطابق کی گئی ہیں۔ چنانچہ مکرم منظور احمد صاحب بانی پسر مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی کی کوشش اور توجہ سے خاکسار کے لئے مورخہ ۸ ستمبر کو ہوائی جہاز کی سیٹ کا انتظام ہو گیا اور خود منظور احمد صاحب بانی اور عزیز محمود احمد صاحب ... بھی اسی ہوائی جہاز میں دہلی تشریف لائے۔ دہلی پہنچ کر قادیان سے آمدہ تار مورخہ ۱۰-۹-۶۵ کے مطابق خیریت کا علم ہوا۔ اگلے روز ۱۲ ستمبر کی صبح کو مکرم ناظر صاحب امور عامہ قادیان کی طرف سے یہ تشویشناک تار ملی کہ قادیان میں کچھ جن سنگھی ہمارے خلاف جلسہ کر کے فضا کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ مرکزی حکومت کی طرف سے قادیان کی حفاظت کے لئے فوری طور پر خاص انتظامات کی ہدایت جاری کروائی جائے۔ چنانچہ خاکسار، مکرم مولوی بشیر احمد صاحب، مکرم منظور احمد صاحب بانی اور عزیزم محمود احمد صاحب چیمہ نے کلکتہ کے احمدی دوستوں کی حراست اور قادیان سے آمدہ تار ہر دو امور کے متعلق محترم جنرل شاہنواز خاں صاحب ڈپٹی وزیر محکمہ زراعت، مکرم میر مشتاق احمد صاحب صدر دہلی پردیش کانگریس اور مکرم پروفیسر ڈی سی شرما صاحب ممبر پارلیمنٹ سے ملاقاتیں کیں۔ اور اسی تعلق میں اگلے روز ہماری ملاقات مسٹر ایل۔ این مصرا صاحب ڈپٹی منسٹر وزارت داخلہ سے ہوئی۔ جس پر انہوں نے بتایا کہ قادیان کی حفاظت کے متعلق حکومت کو پہلے بھی توجہ تھی اور کل مورخہ ۱۲-۹-۶۵ کو ان کی طرف سے ہوم منسٹر صاحب پنجاب کو تاکیدی ہدایت بذریعہ فون کر دی گئی ہے۔ کلکتہ کے احباب کے متعلق انہوں نے صوبائی حکومت مغربی بنگال سے رپورٹ لے کر مناسب کارروائی کرنے کا یقین دلایا۔

چونکہ ان دنوں قادیان سے آمد و رفت ڈاک کا سلسلہ باقاعدہ نہیں ہوا تھا اس لئے خاکسار اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے نظارت امور عامہ اور نظارت دعوت و تبلیغ کی معرفت جہاں جماعتوں کو حکومت کے ساتھ تعاون اور ملک کے دفاعی کاموں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی تاکید تھی کا خلاصہ ہندوستان کی بڑی بڑی جماعتوں کو بھجواتے ہوئے ان میں قادیان کی خیریت کے متعلق بھی اطلاع دی اور ان ایام میں خاص طور پر دعائیں بار بار کرنے کی بھی تحریک کی گئی۔ چونکہ ہمارے پاس ہندوستان کی تمام احمدیہ جماعتوں کے پتہ جات نہیں تھے اس لئے ایک بڑی بڑی جماعتوں کو براہ راست اطلاع بھجوانے کے علاوہ ہم نے جماعت احمدیہ حیدر آباد اور کیرنگ کو جنوبی ہند کی جماعتوں کو قادیان کی خیریت سے اطلاع دینے کے لئے تحریر کیا۔ اور صوبائی امیر صاحب بہار جمشید پور کی خدمت میں یہ تحریر کیا کہ وہ اپنے علاقہ کی تمام جماعتوں کو قادیان کے حالات سے اطلاع کر دیں۔

مورخہ ۱۶ ستمبر کی صبح کو ہمیں نظارت امور عامہ کی طرف سے یہ پریشان کن تار موصول ہوئی کہ قادیان میں مقیم چند پاکستانی فیملیز کو جن کے خاوند اور والدین ہندوستانی شہری ہیں اور ان فیملیز کے حقوق شہریت کے کاغذات بھی حکومت کے پاس زیر کارروائی ہیں قادیان سے گورداسپور لے جایا گیا ہے۔ اس تعلق میں ہمیں اپنے علاقہ کے ممبر پارلیمنٹ جناب ڈی سی شرما صاحب اور محترم میر مشتاق احمد صاحب کے تعاون سے کافی جدوجہد کرنی پڑی مگر مرکزی حکومت کی طرف سے اس بارہ میں ہمدردانہ توجہ اور کارروائی کے باوجود ان احمدیہ فیملیز کی قادیان واپسی ممکن نہ ہو سکی۔ اس تعلق میں ہمیں وزارت داخلہ کے افسران سے متعدد مرتبہ ملنا پڑا۔ مگر عام طریقہ کار اور ضابطہ کی کارروائی کی تکمیل کے لئے وہ اپنی جگہ پر مجبور تھے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ جب تک صوبائی حکومت کی طرف سے انہیں معین رپورٹ نہیں آ جاتی کہ یہ فیملیز

(باقی صفحہ ۸ پر)

اس سال

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۱، ۱۲، ۱۳ دسمبر منعقد ہوگا

رمضان المبارک کی وجہ سے اس سال قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۱، ۱۲، ۱۳ دسمبر منعقد ہوگا۔ تمام پراونشل امراء و عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام تمام احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کی نئی تاریخوں سے اچھی طرح باخبر کر دیں اور اس مبارک جلسہ میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور مقررہ تاریخوں پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں قادیان تشریف لا کر اس روحانی اجتماع کی عظیم الشان برکات سے مستفید ہوں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ

قومی اصلاح میں ایک دوسرے کیساتھ تعاون کرو

اور

خدا تعالیٰ کی صفت ربّ العالمین کے مظہر بنو

چاہیئے کہ ہماری نگاہ وسیع ہو اور ہمسایوں اور محلے والوں کو بھی ہماری ان خوبیوں سے حصہ ملے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ر مارچ ۱۹۳۷ء بمقام قادیان

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
جیساکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے

انسان کی پیدائش کی غرض

جو قرآن کریم میں عبودیت کا مقام حاصل کرنا بیان کی گئی ہے اس کی تشریح دوسرے لفظوں میں تخلّقوا باخلاق اللہ یعنی انسان اللہ تعالےٰ کے اخلاق کو اپنے اندر اختیار کرے۔ اور اس کے ذریعہ سے

خدا تعالےٰ کی صفات

ظاہر ہوں۔ اسی غرض کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کو ان چار جامع صفات کے ساتھ شروع کیا ہے جن کے ماتحت باقی سب صفات آ جاتی ہیں۔ اور وہ چار صفات یہ ہیں کہ اول خدا تعالےٰ ربّ العالمین ہے۔ دوم وہ الرّحمٰن ہے۔ سوم وہ رحیم ہے۔ اور چہارم وہ مالک یوم الدین ہے۔ یہ

چار صفات

بندے کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں۔ تب جاکر وہ اس مقصد کو پورا کرنے والا قرار دیا جا سکتا ہے جس کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ یعنی اس کے لئے ضروری ہے کہ جس حد تک انسان ربّ العالمین کی صفت کا مظہر ہو سکتا ہے وہ اپنے آپ کو

خدا تعالےٰ کا ظِلّ

ثابت کرے۔ اور جس حد تک انسان رحمانیت کا مظہر ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو رحمانیت کا نمائندہ ثابت کرے۔ اور جس حد تک انسان الرحیم کے جلوہ کو ظاہر کر سکتا ہے وہ رحیمیت کی روشنی کو دنیا میں پھیلائے اور جس حد تک وہ مالک یوم الدین کا نمونہ قائم کر سکتا ہے وہ مالک یوم الدین کی شکل دنیا کو دکھائے اور اگر ہم غور کریں۔ تو یہی ذریعہ

توحید کامل

کے قائم کرنے کا ہے کیونکہ شرک تو درحقیقت دُوئی سے پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے کہ انسان کے سوا دنیا کا ذرّہ ذرّہ خدا تعالےٰ کی صفات کو ظاہر کر رہا ہے اور اس کی سبوحیت کو بیان کر رہا ہے۔ پس اگر کوئی شرک کی چیز باقی رہ گئی۔ تو وہ صرف

انسان کا وجود

ہی ہے یہی چیز ہے جو کبھی خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں دوسرے خدا قرار دیتی ہے کبھی خدا تعالےٰ کی عبادت کا حق دوسری چیزوں کو دے دیتی ہے۔ کبھی خدا تعالےٰ کے وجود کا ہی انکار کر بیٹھتی ہے۔ کبھی اس کی صفات میں نقائص پیدا کرتی ہے کبھی بُری چیزیں اس کی طرف منسوب کرنے لگ جاتی ہے کبھی ان چیزوں کو خدا بنا دیتی ہے جن کو خدا نے اس کے تابع بنایا ہے۔ اور کبھی اپنے میں سے ہی کسی آدمی کو خدا تعالےٰ کی صفات دے دیتی ہے پس باوجود ایک

کمزور مخلوق

ہونے کے یہ عجوبہ چیز خدا تعالےٰ سے بھی بڑھ کر کام کر کے دکھانا چاہتی ہے یعنی صفات کا وہ کامل ظہور جو خدا تعالےٰ نے اپنے لئے مخصوص کر دیا ہے یہ اس کا خلعت کبھی دوسرے لوگوں کو بخش دیتی ہے۔ گویا انسان کہلاتے ہوئے خدا بننا چاہتی ہے۔ اس مخلوق میں اگر فی الحقیقت خدائی صفات جلوہ گر ہو جائیں۔ اگر تمام انسان اپنے اندر ربوبیت عالمین اور رحمانیت اور رحیمیت اور مالکیت یوم الدین کی

صفات کا پرتو

پیدا کرلیں۔ تو پھر دنیا میں سوائے خدا کے اور کونسی چیز باقی رہ جاتی ہے۔ انسانوں کے سوا تو باقی چیزیں پہلے ہی سے

خدا تعالےٰ کی تسبیح

کر رہی ہیں۔ انسان ہی ہے جو اس میں رخنہ ڈالتا ہے۔ اگر وہ بھی ان صفات کا حامل ہو جائے اور بجائے ایک علیحدہ وجود رکھنے کے صرف خدا تعالےٰ کے لئے ایک آئینہ بن جائے جس میں دنیا خدا تعالےٰ کی صورت دیکھے تو بتاؤ شرک کے لئے کونسی چیز باقی رہ جاتی ہے۔ سب جگہ پر

خدا ہی خدا کا جلوہ

نظر آ جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ یہی مقام توحید ہے جس کے قائم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو کھڑا کیا ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ خود توحید کے مقام پر کھڑے ہوں بلکہ دوسروں کو بھی اس مقام کی دعوت دیتے چلے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ توحید دنیا میں قائم ہوتی چلی جائے۔ اور شرک مٹتا چلا جائے۔ نہ صرف باتوں کے ذریعہ بلکہ

اعمال کے ذریعہ

سے بھی اور نہ صرف دعوے کے ساتھ بلکہ حقیقت کے ساتھ بھی۔

پس مومن کو ہمیشہ ان چار صفات کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ آیا وہ کس حد تک ان صفات کا مظہر بننے میں کامیاب ہو سکا ہے۔ میں صرف

پہلی صفت

کو ہی اس وقت لیتا ہوں۔ اور اس کے بھی صرف چند پہلو بیان کر کے اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ کیا واقعہ میں ربوبیت عالمین کی صفت ان میں پیدا ہو چکی ہے ربوبیت عالمین سے جن باتوں کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک دوام ہے۔ ربّ العالمین بتاتا ہے کہ وہ ربّ تھا وہ ربّ ہے۔ اور وہ ربّ رہے گا۔ جو چیز کسی وقت بھی ربوبیت میں ناغہ کرتی ہے وہ ربّ العالمین نہیں کہلا سکتی کیونکہ ناغہ کا وقت اس کی ربوبیت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور ربّ العالمین ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کوئی چیز اور کوئی وقت بھی اس کی ربوبیت سے خالی نہ ہو پس

ربّ العالمین کی صفت

ہم کو اپنے اعمال میں دوام کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی ایک بیوی سے فرمایا کہ اچھی عبادت وہ ہے جو اَدومھا ہو۔ یعنی جو نیکیوں میں سے اور عبادتوں میں سے پائیدار ہو۔ جس میں ناغہ نہ کیا جائے۔ اور جسے چھوڑا نہ جائے اور جو ہمیشہ کے لئے انسان کے اعمال کا جزو ہو جائے۔ یہ درحقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ربّ العٰلمین کی صفت کی ایک تشریح

فرمائی۔ اور متوجہ کیا کہ عبادت اور نیکی تبھی نیکی ہو سکتی ہے جبکہ انسان اس کو دائمی طور پر اختیار کرے۔ اور گویا اس طرح آپ نے ربوبیت عالمین کی صفت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ جس چیز کو انسان کبھی لے لیتا ہے۔ اور کبھی چھوڑ دیتا ہے۔ ہم کبھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ وہ اس کو اچھا سمجھتا ہے کیونکہ اگر وہ اسے فی الحقیقت اچھا سمجھتا تو اسے چھوڑتا کیوں۔ جس وقت کبھی لے لیتا وہ اسے اختیار کرتا ہے اس کے متعلق ہم خیال کر سکتے ہیں کہ وہ لوگوں کی نقل کر رہا ہے۔ یا

ایک عارضی جذبہ

کے نیچے اس کی روح دب گئی تھی۔ یا یہ کہ وہ نفاق کے طور پر ایسا کام کر رہا تھا لیکن جب کوئی شخص ایک چیز کو کلی طور پر اختیار کر لیتا ہے۔ اور اسے کبھی نہیں چھوڑتا۔ تو اس چیز کے متعلق ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ یا تو اسے نیکی سمجھ کر اختیار کر رہا ہے یا عادتوں کے ماتحت اس کے نظام کا حصہ کار ہو رہا ہے اور اس کے مقابلہ کی اس میں طاقت نہیں ہے۔ غرض یا تو وہ اسے نیکی سمجھ کر اس سے محبت کرتا ہے۔ یا اس چیز کا قیدی ہے کہ باوجود

آزادی کی خواہش

کے آزاد نہیں ہو سکتا۔ اور یہ آخری بات ایسی نہیں۔ کہ اس کا اس شخص یا دوسروں کو پتہ نہ لگ سکے۔

پس ربوبیت عالمین انسان کی انہی صفات سے ظاہر ہوتی ہے۔ جن کو وہ

دائمی طور پر

اختیار کر لیتا ہے۔ اور جن میں وہ کبھی ناغہ نہیں ہونے دیتا۔ ایک شخص جو نماز کا پابند ہوتا ہے۔ اگر وہ کبھی کبھی بیچ میں ناغہ کر دے تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ نماز کا پابند ہے۔ اور اس نیکی کے ذریعہ ربوبیت عالمین کی صفت ظاہر کر رہا ہے۔ یا مثلاً شخص کسی کسی وقت غریبوں پر رحم کر دیتا ہے۔ اور کبھی اس بات کو چھوڑ بھی دیتا ہے۔ کبھی لوگوں کی مصیبتیں اس کے دل میں درد پیدا کرتی ہیں۔ اور کبھی وہ اس کے دل پر کوئی اثر نہیں ڈالتیں۔ تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس نے ربوبیت عالمین کی صفت ظاہر کی ہے۔ اس کے رحم کو ہم کمزوری سمجھیں گے۔ اور نیکی قرار نہیں دیں گے۔ لیکن اگر ایک شخص ہمیشہ اپنے دل میں لوگوں کے لئے رحم محسوس کرتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے قربانی کی روح اس میں کبھی مُردہ نہیں ہوتی۔ تو ہم سمجھیں گے کہ یہ شخص واقعہ میں نیک ہے اور

رب العالمین کی صفت کا مظہر

ہے یا مثلاً ایک شخص ایک وقت میں دین کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوتا ہے اور زمانہ تبلیغ میں تبلیغ کے ذریعہ اپنی جان کو خدا تعالیٰ کی راہ میں ہلکان کرنے کے لئے آمادہ رہتا ہے کبھی تو اس کے اعمال میں ایک جوش و رغبت ظاہر ہوتی ہے۔ اور کبھی وہ ان کاموں کو چھوڑ کر خاموشی سے اپنے گھر میں بیٹھ جاتا ہے۔ خدا کی آواز بلند ہوتی ... دیتی ہے۔ اور اس کے فرشتوں کی پکار اس کے کانوں میں پہنچتی ہے۔ اور اس کے بندوں کی ندائیں بجُو کو بھر دیتی ہیں مگر اس کے دل میں کوئی حرکت ہی پیدا نہیں ہوتی گویا اس کے لئے

مجاہدہ اور تبلیغ

بے معنے الفاظ ہیں۔ اور اس کو ان میں کوئی لذت ہی نہیں ملتی۔ تو کس طرح ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے شخص نے جب مجاہدہ کے وقت مجاہدہ کیا تھا۔ یا تبلیغ عام کے وقت میں تبلیغ کی تھی۔ اس وقت اس نے یہ کام نیکی سمجھ کر کئے تھے۔ کیونکہ اگر واقعہ میں وہ انہیں نیکی سمجھتا تو اب کیوں خاموش رہتا۔ اور کیوں اس کے دل میں آج وہی آوازیں سن کر پھر جوش پیدا نہ ہو جاتا۔ ہم تو یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ جس وقت اس نے وہ کام کئے تھے رسمی

عارضی جوش یا خود غرضی

یا کسی دھوکہ کے ماتحت کئے تھے لیکن اگر اس کے خلاف ایک دوسرا شخص ہر زمانہ اور ہر وقت اور ہر حالت میں جب خدا اور اس کے مقرر کردہ بندوں کی آواز سنتا ہے تو فوراً قربانی اور ایثار کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اگر

تبلیغ کا وقت

ہو تو نکل کھڑا ہوتا ہے۔ تو ایسے شخص کے متعلق ہم مجبور ہوں گے۔ کہ ایمان رکھیں اور یقین کریں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت عالمین کا مظہر ہے۔ اور ہر زمانہ میں عادی ہونا اس کی روح کی غذا بن گیا ہے۔ اور اسی طرح باقی اور

نیکیوں کا حال

ہے کہ ان کے متعلق اگر استقلال کے ساتھ کوئی شخص قائم ہوتا ہے۔ تو ہم اس کو واقعہ میں نیک کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر استقلال کے ساتھ ان پر قائم نہیں ہوتا۔ یا لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ تو ایسا شخص ہرگز صفاتِ الٰہیہ کا مظہر نہیں۔

پس ہمارے دوستوں کو دیکھنا چاہیئے کہ کیا واقعہ میں انہوں نے اپنے

نیک اعمال میں دوام

حاصل کر لیا ہے اگر ایسا نہیں تو ان کے ... کا مقام ہے۔ مجھے افسوس ہے کہنا پڑتا ہے کہ ابھی بہت سے کاموں میں ہماری جماعت نے دوام کا مقام حاصل نہیں کیا۔ ان کی مثال اس سوتے ہوئے بچے کی طرح ہے جسے صبح کے وقت ایک متقی ماں نماز کے لئے جگا دیتی ہے

جب اس کی ماں اس کو بستر پر بٹھا دیتی ہے۔ تو ماں کے سہارے وہ بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن پھر بیٹھا بیٹھا ہی سو جاتا ہے۔ جب ماں اس کو اس غفلت میں دیکھتی ہے۔ تو بچہ کو وضو کرنے کی جگہ پر لے جاتی ہے۔ پھر وہاں جاکر بیٹھ جاتا ہے اور وہیں سو جاتا ہے۔ پھر ماں اسے جھنجھوڑتی ہے۔ اور وضو کراتی ہے۔ وضو کرنے کے بعد جب جسم کے سوکھنے کا یہ کچھ دیر انتظار کرتا ہے تو پھر سو جاتا ہے اور ماں پھر آکر اُسے اٹھاتی اور سنتیں پڑھواتی ہے۔ اور پھر اُسے

نماز کے لئے

باہر بھیجتی ہے۔ وہ مسجد میں پہنچتا اور نماز شروع کرتا ہے مگر کبھی سجدہ میں سو جاتا ہے۔ اور کبھی تشہد میں، کبھی ساتھ والے نمازیوں کی حرکت سے اُس کی آنکھ کھل جاتی ہے اور کبھی وہ خوابِ غفلت میں پڑا ہی رہ جاتا ہے۔ حاکی عبادت کرنے والے عبادت کر کے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ اور وہ بے چارا وہیں نیند کا شکار ہوا پڑا رہتا ہے۔ بہت سے دوستوں کی حالت میں دیکھتا ہوں ایسی ہی ہے۔ جب انہیں کہا جاتا ہے نمازیں پڑھو۔ تو وہ نمازوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ پھر جب کہا جاتا ہے چندے دو۔ تو وہ چندے دینے لگ جاتے ہیں مگر نمازوں میں ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ پھر جب کہا جاتا ہے کہ تبلیغ کرو۔ تو وہ تبلیغ کرنے لگ جاتے ہیں۔ مگر نمازوں اور چندوں میں سست ہو جاتے ہیں۔ پھر جب کہا جاتا ہے۔ روزے رکھو۔ تو وہ روزے رکھنے لگ جاتے ہیں۔ مگر نمازوں اور چندوں اور تبلیغ میں سستی آجاتی ہے۔ غرض جس طرح ایک چھوٹا بچہ ہر وقت سہارے کا محتاج ہوتا ہے۔ اور اپنی توجہ صرف ایک ہی چیز کی طرف رکھ سکتا ہے۔ ان کی توجہ محدود رہتی ہے۔ اور پھر اس میں بھی

سہارے کی محتاج

اگر تحریک جدید پر ہمارے دوست غور کریں تو وہ اُنیس مسائل جو میں نے اس میں بیان کئے تھے۔ اول تو وہ دیکھیں گے کہ ان کو سارے یاد بھی نہیں۔ اور پھر وہ محسوس کریں گے کہ ان میں سے ایک ایک چیز کی طرف وہ ایک ایک وقت میں متوجہ رہے ہیں جب چندے کا زور ہوا۔ تو چندہ دینے لگے۔ اور جب تبلیغ کا زور ہوا تو تبلیغ میں مشغول ہو گئے۔ اور جب دُعا کی تحریک ہوئی تو دعاؤں میں لگ گئے۔ اور جب سادہ زندگی پر زور دیا گیا۔ تو اس کی طرف توجہ کرنی شروع کر دی۔ جب ہاتھ سے کام کرنے پر زور دیا۔ تو ہاتھ سے کام کرنے لگ گئے اور پھر آرام سے گھروں میں بیٹھ گئے لیکن انہیں یاد رہنا چاہیئے کہ اس تحریک کی تکمیل تو اس کی

چھبیسوں جہات کی تکمیل

کے ساتھ ہی ہو سکتی تھی۔ اگر مکان کی ایک وقت میں ایک ہی دیوار قائم رہے۔ تو وہ مکان حفاظت کا کس طرح موجب ہو سکتا ہے۔ اگر انسان ایک طرف توجہ کرے۔ اور دوسری کو چھوڑ دے تو اس کے یہی معنے ہوں گے۔ کہ جب وہ اپنے مکان کی دوسری دیوار کو کھڑا کرے۔ تو پہلی کو گرا دے۔ ایسا شخص اپنے مکان کو مکمل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ وہ ترگرا تا اور بناتا ہی رہے گا۔ نہ کبھی چھت پڑے گی اور نہ اس کا مکان رہائش کے قابل ہوگا۔ ایسا شخص تو بہت ہی قابلِ رحم ہے۔ اور

سب سے زیادہ رحم

اسے اپنی جان پر آنا چاہیئے۔ مگر کتنے ہیں جو اپنی جانوں پر رحم کر کے اپنے اندر یہ تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ کہ نیکیوں میں دوام پیدا کریں۔ اور یہ نہ ہو۔ کہ ایک کو اختیار کرتے وقت دوسری کو چھوڑ بیٹھیں۔ اسی طرح ربوبیت عالمین میں ایک موٹی چیز ہمیں یہ نظر آتی ہے کہ

اللہ تعالیٰ کی توجہ

کافر و مومن کی طرف یکساں ہے یعنی وہ عالم کفار کی بھی پرورش کر رہا ہے۔ اور عالم مومنین کی بھی پرورش کر رہا ہے۔ گو عالم مومنین کی پرورش عالم کفار کی پرورش سے مختلف ہے۔ مگر دونوں جگہ پر پرورش کا کام جاری ہے۔ کسی جگہ پر تو تبلیغ کے ذریعہ سے اس کی ربوبیت ظاہر ہوتی ہے لیکن کسی جگہ پر تربیت کے ذریعہ سے کہیں وہ انذار کو بطور ذریعہ ہدایت بناتا ہے تو کہیں انعام کو باعثِ ترقی بنا دیتا ہے۔ غرض کسی کو ڈرا کر کسی کی ہمت بلند کر کے کسی کو خوف دلا کر۔ کسی کو انعام اور عطیہ کے ساتھ وہ کھینچے ہوئے لئے چلا جاتا ہے اور یہی سبق مومن کو بھی حاصل کرنا چاہیئے اس کی توجہ

کافر و مومن کے لئے یکساں

ہونی چاہیئے۔ گمراہ اور ہدایت یافتہ کے لئے یکساں ہونی چاہیئے مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے دوستوں کو اس وقت نظر

سے ابھی وابستگی پیدا نہیں ہوئی۔ زیادہ تر ان میں سے دہی ہیں۔ جو

غیروں میں تبلیغ

تو کر دیتے ہیں۔ مگر اپنی جماعت کی تربیت کی طرف ان کی توجہ نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہماری جماعت میں بعض نئے پیدا ہونے والے بچے سلسلہ کی تعلیموں۔ اور سلسلہ کی اغراض سے بالکل ناواقف ہیں اور ان کا مذہب صرف ورثہ کا مذہب ہے اور وہ اسی طرح

گمراہی کا شکار

ہو سکتے ہیں۔ جس طرح دوسرے فرقوں اور دوسری قوموں کے لوگ حالانکہ اللہ تعالیٰ مومن اور کافر دونوں کی طرف یکساں اپنے فضل کو بڑھاتا ہے۔ گو جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ فضل کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔

پس میں جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ

تعلیم اور تربیت

کو مدنظر رکھیں۔ اور ہمیشہ ایک بھائی دوسرے کے لئے مشعلِ راہ بنا رہے۔ اور ماں اور باپ اپنے بچوں کی دینی تربیت ایسے طور پر کریں۔ کہ آیندہ نسلیں اخلاص میں پچھلوں سے کم نہ ہوں بلکہ زیادہ ہوں۔ بلکہ اپنے ہمسایوں اور محلہ کے بچوں کی بھی خبر گیری کریں اور نہ صرف اپنے بچوں کی خبر گیری کریں بلکہ کئی ماں باپ کمزور ہوتے ہیں۔ اور وہ تربیت کر ہی نہیں کر سکتے۔ اور کئی ماں باپ علاوہ دوسرے کاموں میں ایسے مشغول ہوتے ہیں کہ وہ تربیت کے لئے وقت ہی نہیں نکال سکتے۔ پھر جب کہ اللہ تعالیٰ نے رب العالمین کی صفت کا ہم کو مظہر بنایا ہے۔ تو پھر ہمارا فرض بھی تو ہے۔ کہ ہم صرف اپنی نگاہ کو ایک محدود دائرہ میں مقید نہ رکھیں۔ بلکہ

ہماری نگاہ وسیع ہو

اور ہمارے ہمسایوں اور محلے والوں کو بھی ہماری ان خوبیوں سے حصہ ملے۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں عطا ہوئی ہوں ۔

(الفضل ۲۴ مارچ ۱۹۳۶ء)

درخواست دعا

خاکسار کی والدہ نسوانی عوارض میں مبتلا ہو کر ٹاٹا جنرل ہسپتال میں داخل ہیں۔ بہت جلد اپریشن ہونے والا ہے۔ قارئین کرام، احباب جماعت اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے دردمندانہ گزارش ہے کہ ان کی مکمل شفایابی کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

خاکسار شیخ مقبول علی جمشید پور

قسط نمبر ۲

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے چند تابندہ گوشے

از بشیر احمد صاحب طاہر متعلم مولوی فاضل کلاس مدرسہ احمدیہ قادیان

ان چند حقائق کے بیان کرنے کے بعد اصولاً اس بات کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک مامور من اللہ کے دعوے کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں اور پھر جو کہ ان دلائل کے ذریعہ سے آپ کے دعوے پر کیا روشنی پڑتی ہے۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے۔ پس اس اصل کے مطابق آپ کے دعوے کے چند ان دلائل کو پیش کرتا ہوں کہ جن پر غور کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں نے آپ کو اس وقت تک قبول کیا ہے۔

پہلی دلیل۔ ضرورتِ زمانہ

مامور من اللہ کی صداقت کے جملہ دلائل میں سے ایک سب سے بڑی دلیل ضرورتِ زمانہ ہے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ بے محل اور بے موقع کسی کام کو نہیں کرتا۔ جب تک کسی چیز کی ضرورت پیش نہیں آتی اُسے ہم تک نہیں پہنچاتا اور جس کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیش آجائے تو وہ اُسے روک کر نہیں رکھتا۔ الغرض جب بھی دنیا میں ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نقشہ نصب ہو جاتا ہے۔ اور انسانی ارواح اسباب کے لئے تڑپ اُٹھتی ہیں کہ اس وقت کسی نہ کسی مصلح کا ہونا ضروری ہے تو اللہ تعالیٰ اس وقت ایک مصلح کو مبعوث فرما دیتا ہے جو انسانی ارواح کی تڑپ کو دور کرتا اور لوگوں کو راہِ راست کی طرف لاتا ہے اور ان کی اندرونی کمزوریوں کو دور کرتا ہے۔

پس آج ہم موجودہ زمانے کے بنی نوع انسان کے جملہ حالات کا جائزہ لیتے ہیں۔ اور ان کی اخلاقی حالت پر غور کرتے ہیں تو فحش کی کثرت، شراب کی نذیاں، جوئے کا بازار اور خلافِ امانت امور اس قدر ترقی کر چکے ہیں کہ انہیں انسانی اخلاقیات کا جزو لاینفک گمان کیا جاتا ہے۔ اس کا اندازہ یورپین تہذیب سے کیا جا سکتا ہے کہ جہاں پر عورتوں کی کمروں میں ہاتھ ڈالے کرنا چینا، عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف کرنی وغیرہ ان کی سوسائیٹی کے نزدیک تہذیب و اخلاق کا ایک جزو بن گیا

چنانچہ انہیں حالات کی بنا پر مذاہب مختلفہ کے پیرؤوں نے وقتاً فوقتاً اپنی اپنی چیخ و پکار کو بلند کیا۔ جن میں سے چند کا تذکرہ درج ذیل ہے:-

ہندو لیڈروں کا اقرار اور انکی پکار

(۱) "اب بھگوان کرشن کے جنم کی مہابھارت کے زمانہ سے ...... بھی زیادہ ضرورت ہے۔ دنیا میں سنگرام اُٹھتی جاتی ہے۔ گذشتہ ایک ہزار برس سے جو ہندوستان میں آفتیں نازل ہوئی ہیں ان کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ لیکن بیسویں صدی میں سوشل زوال اور پولیٹیکل گراوٹ انتہائی حالت کو پہنچ گیا ہے اگر بھگوت گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے تو اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آج کل ہے اس لئے بھگوان کرشن آؤ! جنم لو اور دنیا سے ناپاکی دور کرو۔ دھرم پھیلاؤ۔ مستحق کو اس کے استحقاق دو۔ غضبناکیوں سے دنیا کو پاک کرو۔" (اخبار تیج دیکلی دہلی ۱۸ر اگست ۱۹۳۰ء)

(۲) "آہ گوپال! ہمارے لئے نہ سہی پر اُن بے زبانوں کی آہ بھی آپ نہیں سنتے۔ شاید بھارت سے اب آپ کو پریم نہیں۔ اگر یہی بے اعتنائی تھی تو پھر کہا کیوں تھا "یدا یدا ہی دھرمسیہ" کہ جب جب دھرم کا ناش ہوگا، میں آؤں گا۔ یہ وعدہ خلافی تیری شان کے خلاف ہے۔ ہزاروں برس سے ہم راہ دیکھ رہے ہیں۔ ہر سال تیرا جنم دن مناتے ہیں اور اسی امید پر ہر سال لاکھوں بار دعائیں کرتے ہیں۔ پھر کیا ہم مایوس ہی رہیں گے؟"

(سدرشن کرشن نمبر راولپنڈی ۱۱ر اگست ۱۹۲۵ء صفحہ ۶)

(۳) پھر جناب لالہ رام رکھا مل صاحب کی پکار ملاحظہ ہو:-

"ڈھونڈتے ہیں ہند کے ذرات تجھکو جوبن تک
پھر ترستے ہیں تیرے دیدار کو اہل وطن
پھر سے مے عرفان پلا دے ساقی بزم کہن
خون دل سے سینچ دیں تا بادہ کش اُجڑا چمن
بہ ترقی دل میں ہندوؤں کے پھر لگا یہی لگن"

(پرتاپ کا کرشن نمبر ۱۱ر اگست ۱۹۲۵ء صفحہ ۲۳)

عیسائی دنیا کی بیقراری

اب عیسائی صاحبان کی بے قراری پر ایک نظر کیجئے کہ تورات اور انجیل کی پیشگوئیوں کے مطابق عیسائی لاہوت اور منجمین ۱۸۶۸ء میں مسیح کی آمد کا اعلان کیا اور تمام عیسائی دنیا نے بیتابی سے انتظار کرنا شروع کیا مگر جب یہ وقت گزر گیا اور مسیح نہ آئے تو ان میں ایک مایوسی کی لہر دوڑ گئی۔ پھر ایک کتاب ٹینل ڈال شائع ہوئی اور اُس نے حساب کی اصلاح کر کے آخری تاریخ ۱۸۷۳ء بتائی گئی۔ جن سے مشتاقانِ مسیح کی ڈھارس بندھی۔ وہ تاریخ بھی خالی گئی۔ اور وہی مایوسی طاری ہوئی مگر مسٹر ڈینل بی نے ایک مشہور کتاب The Appointed time "وقت موعودہ" شائع کی۔ اس میں انہوں نے تمام اندازوں کو غلط قرار دے کر آخری تاریخ ظہورِ مسیح کی ۱۸۹۹ء لکھی۔ اور ان کی اس تحقیق کی بنا پر عیسائی دنیا میں پھر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اور ان کی مایوسی امید سے بدل گئی۔ مگر تاریخ بھی گذر گئی اور ابن آدم کو اُنہوں نے آسمان سے اُترتے نہ دیکھا۔ اور اس طرح بار بار تاریخیں مقرر ہوئیں اور گذرتی گئیں۔ بالآخر بعض لوگ اس نتیجہ پر پہنچے کہ:-

"He Further said That the Time For The Coming of the Messiah is Ex-pired."

(تالمود صفحہ ۳۷ مطبوعہ ۱۸۷۸ء لنڈن مصنف مسٹر جوزف بارکلے)

قوم مسلم کی چیخ و پکار

(۱) - اہل حدیث کے مسلمہ لیڈر و محقق جناب نواب صدیق حسن خاں صاحب فرماتے ہیں:-

"محمد بن حنیفہؓ سے روایت ہے کہ "لیقوم المھدی سنۃ مائتین"۔ اسی طرح جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہے کہ ۲۰۰ سنہ دو سو کل کھڑے ہونگے یعنی بعد ہزار ہجری کے۔ ابی تیمیہ ہو

نے کہا:۔ "اجتماع الناس علی المھدی سنۃ اربع و مائتین اجر جہ" نعیم ابن حماد ایضاً۔ یعنی خاص لوگوں کا اجتماع ہے کہ مہدی سنہ دو سو چار (تیرھویں صدی) میں نکل کھڑا ہوگا۔ میں کہتا ہوں اسی حساب سے ظہور مہدی کا شروع تیرھویں صدی پر ہونا چاہیئے تھا مگر یہ صدی پوری گزر گئی۔ مہدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ مہینے گزر چکے ہیں شاید اللہ تعالےٰ اپنا فضل و عدل رحم و کرم فرمائے۔ چار چھ برس کے اندر مہدی ظاہر ہو جاویں۔"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱)

(۲)۔ اب قوم کے شاعر کی بھی اپنی قوم کی بے قراری و اضطراب کی ترجمانی ملاحظہ ہو۔ مولانا حالی فرماتے ہیں:۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے
اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین کہ بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا
اب جنگ و جدل چار طرف اس میں بپا ہے
دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ اُمت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
کر حق سے دعا اُمتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آکے گھرا ہے۔"

(مسدس حالی نرمن حالی صفحہ ۱۱)

(۳) پھر سیماب صاحب فرماتے ہیں:۔

"آنے والے اعجب انداز عجب شان سے آ
نئے اعجاز دکھانے نئے سامان سے آ
تیرا اجلال جو تکلیف نہ فرمائے گا
پیکر مہدی موعود کون آ سکے گا

(بحوالہ الفضل مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۳۷ء)

(۴)۔ پھر اخبار زمیندار میں ایک طویل نظم "ایک مصلح کی آمد" کے عنوان سے چھپی تھی اس کا آخری شعر ملاحظہ ہو۔

"آنیوالے آ زمانے کی امامت کیلئے
مضطرب ہیں تیرے شیدائی زیارت کیلئے۔"

(زمیندار ۶ مارچ ۱۹۲۵ء)

(۵)۔ اب آخر میں ہندوستان کے علاوہ تمام ممالک اسلامیہ مصر و شام وغیرہ کی انتظار اور بیتابی ملاحظہ ہو۔ دہلی کے مشہور "صوفی" سجادہ نشین درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے ممالک اسلامیہ کی سیر و سیاحت کے بعد تحریر کیا کہ:۔

"ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی میں نے ان کو امام مہدی کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا۔ شیخ سنوسی ایک خلیفہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اسی ۱۳۳۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہو جائیں گے۔"

(اہلحدیث ۲۶ر جنوری ۱۹۱۲ء
بحوالہ اخبار فاروق مورخہ ۷ رجون ۱۹۳۷ء)

پھر خواجہ صاحب اپنی کتاب شیخ سنوسی میں فرماتے ہیں کہ:۔

"کیا عجب ہے کہ یہ وہی وقت ہو اور ۱۳۳۰ھ میں سنوسی کی خبر کے مطابق حضرت امام کا ظہور ہو جائے اور اگر ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ تو ۱۳۴۰ھ تک تو ظہور بالکل یقینی ہے کیونکہ متعدد بزرگوں کی پیشگوئیوں کو ملایا جائے تو ۱۳۴۰ھ تک سب کا اتفاق ہو جاتا ہے یعنی بعض نے ۱۳۳۰ھ کہا بعض نے ۱۳۳۵ھ اور بعض نے ۱۳۴۰ھ سے ۱۳۴۵ھ کے اندر اندر"

(شیخ سنوسی صفحہ ۱۰۳)

الغرض علماء اسلام کی یہ بے چینی و بیکلی اس وقت نمودار ہوئی جبکہ شریعت اسلامیہ کی معنوی حفاظت کا بظاہر کوئی راستہ نظر نہ آیا۔ اور جب اس کے قائم کردہ ارکان اسلام سے مسلمانوں نے بیزاری اختیار کی اور نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے تارک بن بیٹھے۔ تب اللہ تعالےٰ نے اپنے عہد کو یاد کیا اور مسلمانوں پر رحم فرما کر اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے

"انا نحن نزّلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون۔"

یعنی ہم نے ہی اس قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ظاہری اور معنوی ہر دو جہت سے قرآن کریم کی حفاظت کی۔

پھر قرآن کریم کی ظاہری حفاظت کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو سامان مہیا کئے ہیں ان کا مطالعہ انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے جب تک قرآن کریم نازل نہ ہوا تھا نہ عربی زبان مدوّن ہوئی تھی نہ اس کے قواعد مرتب ہوئے تھے نہ لغت تھی نہ محاورات کا احاطہ کیا گیا تھا۔ نہ معانی اور بیان کے قواعد کا استخراج کیا گیا تھا نہ عربی کی حفاظت کا سامان ہی کچھ موجود تھا۔ مگر قرآن کریم کے نزول کے بعد اللہ تعالےٰ نے مختلف لوگوں کے دلوں میں القاء کر کے ان سب علوم کو مدوّن کروایا اور صرف قرآن کریم ہی کی حفاظت کے خیال سے علم صرف و نحو اور علم معانی و بیان اور علم تجوید اور علم لغت اور علم محاورہ زبان اور علم تاریخ اور علم قواعد تدوین تاریخ اور علم فقہ وغیرہ علوم کی بنیاد پڑی اور ان علوم نے اس قدر زیادہ ترقی حاصل کی۔ جس قدر کہ ان علوم کی حفاظت کا قرآن کریم سے تعلق تھا۔ چنانچہ ظاہری علوم میں سے صرف اور نحو اور لغت کا تعلق حفاظت قرآن کے ساتھ سب سے زیادہ ہے اور ان علوم کو اس قدر ترقی حاصل ہوئی کہ یورپ کے لوگ اس زمانے میں بھی عربی صرف و نحو اور لغت کو سب زبانوں کی صرف و نحو اور لغت سے اعلیٰ اور زیادہ مدوّن خیال کرتے ہیں۔

ان علوم کی ترقی کے علاوہ حفاظت قرآن کریم کے لئے لاکھوں آدمیوں کے دل میں حفظ قرآن کی خواہش پیدا کر دی گئی۔ اور اس کی عبارت کو ایسا بنایا گیا کہ نہ نثر ہے نہ شعر جس سے اس کا یاد کرنا بہت ہی آسان ہوتا ہے۔ ہر شخص جسے مختلف قسم کی عبارتوں کے حفظ کرنے کا موقعہ ملا ہے جانتا ہے کہ قرآن کریم کی آیات کا حفظ کرنا سب عبارتوں سے زیادہ سہل اور آسان ہوتا ہے۔ غرض ایک طرف اگر قرآن کریم ایسی عبارت میں نازل کیا گیا ہے کہ اس کا حفظ کرنا نہایت آسان ہو گیا ہے تو دوسری طرف لاکھوں آدمیوں کے دل میں اس کے حفظ کرنے کی خواہش پیدا کر دی گئی ہے۔ اور نمازوں میں قرآن کریم کی تلاوت مخصوص کر کے مسلمان کے واسطے اس کے کسی نہ کسی حصے کی حفاظت مقرر کر دی گئی ہے۔ حتیٰ کہ اگر قرآن کریم کے سب نسخوں کو بھی نعوذ باللہ من ذالک کوئی دشمن تلف کر ڈالے تب بھی قرآن کریم دنیا سے مٹ نہیں سکتا۔ یہ چند مثالیں اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ قرآن کریم کی حفاظت ظاہری کے لئے اللہ تعالےٰ نے بہت سے ذرائع پیدا کر دیئے ہیں جن کی موجودگی میں اس کا ضائع ہو جانا بالکل ناممکن ہو گیا ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب الفاظ کی حفاظت کیلئے جو مقصود بالذات نہیں اللہ تعالےٰ نے اس قدر سامان مہیا کئے تو کیا ممکن ہے کہ وہ معانی کو یونہی چھوڑ دے اور ان کی حفاظت نہ کرے؟ ہر شخص جو عقل اور دانش سے کام لینے کا عادی ہے اس سوال کا یہی جواب دیگا کہ نہیں یہ بات ممکن نہیں ہے اگر اللہ تعالےٰ نے ظاہری حفاظت کا سامان کیا ہے تو باطنی حفاظت کا سامان اس نے کہاں نہ کیا ہوگا اور یہی بات درست ہے۔ آیت کریمہ انا نحن نزّلنا الذکر وانا لہ لحافظون میں دونوں ہی قسم کی حفاظت کا ذکر ہے لفظی بھی اور معنوی بھی۔ اور معنوی حفاظت کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ جب لوگ ہدایت قرآنیہ سے دور ہو جائیں اور قرآن کریم کا اثر سرعت کر الفاظ میں آ جائے اور لوگوں کے دل اس کے اثر و تصرف سے خالی رہ جائیں تو اللہ تعالےٰ اپنے پاس سے ایسے سامان پیدا کرے اور مردنی کی حالت سے نکال کر ایک کامیاب زندگی اور تازگی بخشے۔

پس اب صرف یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی کیسی حالت ہے تو ہر ایک شخص جو خاص مصلحت کو مدنظر رکھ کر حقیقت کو چھپانا نہیں چاہتا یا وہ اچھے اور برے میں تمیز کرنے کی بھی اہلیت رکھتا ہے۔ وہ اس امر کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس وقت مسلمان عملاً اور عقیدۃً اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہیں۔ اور اگر کسی زمانے کے لوگوں کے حق میں یہ آیت لفظاً بلفظاً صادق آسکتی ہے کہ یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القراٰن مھجوراً (فرقان ع ۳) تو اس زمانہ کے لوگ ہیں۔ آج یہ سوال نہیں رہا کہ لوگوں نے کونسی بات اسلام کی چھوڑ دی۔ ہے بلکہ سوال یہ پیدا ہو گیا ہے کہ اسلام کی کونسی بات مسلمانوں میں باقی رہ گئی ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب۔ اسلام کا نشان صرف قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور کتب آئمہ میں ملتا ہے۔ اس کا نشان لوگوں کی زندگیوں میں کہیں نہیں ملتا۔

الغرض اسلام کی حالت دگرگوں ہے اور زمانے کی حالت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی مصلح آنا چاہیئے اور وہ بھی بہت بڑی شان کا۔ جو اسلام کو اپنے قدموں پر کھڑا کرے اور کفر کا دلائل قاطعہ سے مقابلہ کرے اور دریاہین کی تلوار سے اس کو کاٹے اور چونکہ اس صدی کے سر پر تمام دنیا میں سے صرف ایک ہی شخص نے اسلام کی حمایت کیلئے خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور وہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس لئے ہر دانا اور عقلمند کا کام ہے کہ ان کے دعوے پر غور کرے اور اس کو سرسری نظر سے دیکھ کر منہ نہ پھیرے ورنہ اسے ایک قدیم قانون الٰہی کا منکر ہونا پڑے گا۔ اور خدا تعالےٰ کے حضور اپنی غفلت کا جواب دہ ہونا ہوگا۔

——— ربانی ———

حج - اسلام کی غیر معمولی تاثیرات پر زندہ گواہ ہے

امریکی رسالہ "ٹائم" کے چند اقتباسات

مشہور امریکی ہفتہ وار "ٹائم" کے ۱۶ ر اپریل ۱۹۶۵ء کے ایشیا ایڈیشن میں حج کے متعلق ایک بڑا عمدہ مضمون شائع ہوا ہے اس میں دنیائے اسلام کے مرکز خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کی خوبصورت تصاویر کے ساتھ بڑی عمدگی سے اسلام کی بین الاقوامی حیثیت اور اس کی نشأۃ ثانیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ احباب کی دلچسپی کے لئے اس مضمون کے اقتباسات درج ذیل ہیں:-

(۱)

"اپریل ۱۹۶۵ء اور ذوالحجہ ۱۳۸۴ ہجری اتفاق سے ایک ساتھ چل رہے ہیں۔ ذوالحجہ اسلام کے قمری سال کا آخری مہینہ ہے اور اس مہینے دنیائے اسلام کے گوشے گوشے سے مسلمان مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ حج مسلمانوں کی ایک اہم عبادت ہے جو زندگی بھر میں کم از کم ایک مرتبہ ادا کرنی ضروری ہے بشرطیکہ حالات اس کی اجازت دیں۔ پچھلے سال بارہ لاکھ زائرین نے فریضہ حج ادا کیا اور اسلام کے مقدس ترین مقام کی زیارت کے لئے دنیا کے گوشے گوشے سے مسلمان جمع ہوئے ان میں ملائشیا کے بادشاہ اور ملکہ۔ امریکہ کے میلکم ایکس کی بیوہ اور سینیگال سے آنے والے وہ زائرین بھی شامل تھے جنہوں نے اس مقصد کیلئے تقریباً ۴۳۰۰ میل پیدل سفر کیا۔ اور افریقی صحراؤں کو پاپیادہ عبور کرتے ہوئے شوقِ زیارت میں مکہ پہنچے۔ جدّہ کا ہوائی اڈہ جہاں عموماً دس بارہ جہاز روزانہ اُترتے ہیں حج کے موقعہ پر اسقدر مصروف ہوتا ہے کہ ۲۴ گھنٹے مسلسل ہر دس منٹ کے بعد ایک ہوائی جہاز زائرین کو لیکر پہنچتا ہے۔ دوسری طرف جدّہ کی بندرگاہ میں سینکڑوں جہاز اور چھوٹی بڑی کشتیاں لنگر انداز نظر آتی ہیں۔

حج کے لئے مسلمانوں کے ذوق و شوق کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلے سال جب اردن سے جدّہ کے لئے ہوائی جہازوں میں جگہ نہ مل سکی تو دولتمند زائرین نے اردن سے لنڈن کا ٹکٹ لیا اور لنڈن پہنچکر [illegible] کے ہوائی جہازوں میں [illegible] اور [illegible] وہاں سے پھر لے کر ۸۰۷ [illegible] طے کرکے مکہ پہنچے [illegible] کے ہر ملک کے مسلمان [illegible] اختلافات [illegible]

ترتیب و ترجمہ از جناب آفتاب احمد بسمل۔

بھول کر ایک ہو جاتے ہیں اور دُنیا کے اس سب سے کم عمر مذہب کے نام لیوا ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں تبلیغ اسلام کے جذبہ سے سرشار جماعت احمدیہ کا کہنا ہے کہ دُنیا میں ۴۴ کروڑ ۷۰ لاکھ سے زیادہ مسلمان ہیں لیکن دوسرے لوگوں کا اندازہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد ساڑھے چھیالیس کروڑ ہے۔ بہر حال یہ تعداد بھی کوئی معمولی نہیں۔ آج افریقہ اور ایشیا کے ۳۵ ملکوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

مغربی افریقہ کے بیشتر علاقوں میں آج اگر ایک شخص عیسائیت قبول کرتا ہے تو اس کے مقابلے میں نو آدمی دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اسلام کی اس ترقی اور قبولیتِ عام کا راز کیا ہے؟ اس کا سیدھا سادہ جواب تو یہ ہے کہ اسلام ایک انتہائی سادہ مذہب ہے اور اس پر عمل آسان ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرکے انسان مسلمان ہو جاتا ہے اسلام تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت میں فلاح پانے کے لئے پانچ وقت کی روزانہ نماز، رمضان کے روزے، زکوٰۃ کی ادائیگی اور زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا ضروری ہے۔ اسلام سؤر اور شراب کو حرام قرار دیتا ہے۔ اور اس نے چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے اسلام رواداری کی تعلیم دیتا ہے افریقہ میں عیسائیت کو عام طور سے گوری قوموں کا مذہب سمجھا جاتا ہے اور اس کے مقابلے میں اسلام رنگ و نسل کے امتیاز سے بالا ہے۔ اسلام کے دو بڑے فرقے شیعہ اور سُنّی ایک دوسرے سے اتنا اختلاف نہیں رکھتے جتنا عیسائیوں کے مختلف فرقوں میں پایا جاتا ہے مسلمان جمعہ کے روز ایک ہی مسجد میں شانہ بشانہ کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح حج کے موقعہ پر دنیا کے ہر ملک کے مسلمان اپنے سیاسی اختلافات بھول کر ایک ہو جاتے ہیں۔ ملائشیا اور انڈونیشیا کے لوگ ایک ہی صف میں نظر آتے ہیں۔ اسلام کا مطلب ہے خدا کی رضا کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینا۔ یہ صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ ضابطۂ حیات ہے جس میں خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے ایک شاندار ہستی نے ایک شاندار کتاب کے ذریعے تعلیم دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ۵۷۰ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوا۔ مکہ کے ایک تاجر کا یہ یتیم بچہ بڑا ہو کر ایک اچھا تاجر بنا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ۴۰ برس کے ہوئے تو اسلامی روایات کے مطابق آپؐ کے پاس جبرئیل خدا کی وحدانیت کا پیغام لائے مشرکین مکہ کے لئے جن کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ۳۶۰ بُتوں کے چڑھاوے تھے۔ توحید کا یہ پیغام ایک ایسی چیز تھا جسے قبول کرنے کو وہ قطعاً تیار نہیں تھے۔ آخر مشرکین مکہ کے مظالم سے تنگ آکر آپؐ ۶۲۲ء میں مدینہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ آپؐ کو مختلف اوقات میں وحی کے ذریعے شریعت کے احکام دیئے گئے جنہیں بعد میں قرآن کی صورت میں یکجا کیا گیا مسلمانوں کا ایمان ہے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے جس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ غیر مسلموں کے نزدیک بھی قرآن ایک ایسی عجیب و غریب کتاب ہے۔ جس میں مقفیٰ عبارت میں دانشمندی کی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اس میں جگہ جگہ قدیم و جدید عہد نامے کے واقعات بھی نظر آتے ہیں۔ اسلام کے نزدیک (حضرت) محمدؐ انبیاء کے اس سلسلے کی آخری کڑی ہیں جس میں ابراہیمؑ اور مسیحؑ شامل ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے یہودیت اور عیسائیت کی تعلیم کو منسوخ کر دیا۔ یہودی کی طرح (حضرت) محمدؐ نے بھی سؤر کو حرام قرار دیا۔ قرآن میں بائبل کے بہت سے واقعات مثلاً نوحؑ اور ان کی کشتی، یوسفؑ اور انکے بھائیوں کے قصّے درج ہیں۔ اگرچہ (حضرت) محمدؐ عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا قرار دینے کو بہت بڑا شرک قرار دیتے ہیں لیکن آپؐ نے عیسیٰؑ کی بن باپ پیدائش کو تسلیم کیا ہے۔ ۶۳۲ء میں (حضرت) محمدؐ نے وفات پائی اس وقت تک اسلام سارے عرب میں پھیل چکا تھا ایک صدی کے اندر اندر اسپین سے لیکر ہندوستان تک اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔ قرونِ وسطیٰ میں اسلام ایک عظیم تہذیب کا گہوارہ بن گیا۔ الف لیلوی داستانیں اسلام کی اس عظمت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ مشہور مؤرخ جارج سارٹن کا کہنا ہے کہ دسویں صدی کے نصف میں بنی نوع انسان نے مسلمانوں کے ذریعے بڑی ترقی کی۔ دنیا کا سب سے بڑا فلاسفر الفارابی مسلمان تھا سب سے بڑا ریاضی دان ابو کامل اور ابراہیم ابن سنان مسلمان تھے سب سے بڑا جغرافیہ دان اور دائرۃ المعارف کا مصنف المسعودی مسلمان تھا۔ اسلامی تعلیم نے ارسطو کے فلسفے کو ایک نئی زندگی دی۔ اہل یونان کے کارناموں کے بعد علم فلکیات اور علم الادویہ میں مسلمانوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ فنِ تعمیر میں ہسپانیہ کا الحمرا اور ہندوستان کا تاج محل آج بھی اپنا جواب نہیں رکھتے۔"

(۲)

اسلام کے شاندار عروج اور پھر اس کے زوال کی داستان بیان کرتے ہوئے "ٹائم" نے لکھا:-

"اسلامی فتوحات کا پرچم تاتاریوں نے پہلو [illegible] پھر منگولوں اور ترکوں کے ہاتھوں میں پہنچا لیکن اس عرصے میں اسلام تصوّف کے زیر اثر آنے کی وجہ سے انپا زور کھو بیٹھا۔ صوفیاء اور علماء نے عملی دنیا سے الگ ہو کر قرآن و حدیث کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دینی شروع کی۔ انیسویں صدی میں اسلام کمزور ہو گیا اور اس میں روحانی اور مادی اضمحلال نمایاں ہو گیا۔

صلاح الدین ایوبی اور سلیمان اعظم کی سرزمین یورپ والوں کے زیر اقتدار آگئی اور ترکی کو یورپ کا مرد بیمار سمجھا جانے لگا لیکن اس زوال کے دوران بھی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے آثار پیدا ہونے لگے۔ چنانچہ ۱۷۴۴ء میں عرب میں انتہا پسند وہابی تحریک نے اسلامی تعلیمات پر سختی کیساتھ عمل کرنے کی تبلیغ کی۔ اس تحریک کا دائرہ رفتہ رفتہ مختلف ملکوں میں پھیل گیا انیسویں صدی میں جمال الدین افغانی نے اجتہاد کی تلقین کرتے ہوئے اسلام کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا پرچار کیا۔ ہندوستان میں جماعت احمدیہ نے اسلام میں زندگی کی ایک نئی رُو پیدا کرکے تبلیغ کی طرف توجہ دی اور لوگوں کو دائرۂ اسلام میں داخل کرنا شروع کیا۔ بیسویں صدی کی قوم پرست تحریک کے نتیجے میں رفتہ رفتہ ملک آزاد ہونے لگے اور ایشیا اور افریقہ کے اسلامی ملکوں میں ایک نئے اعتماد و یقین کا جذبہ پیدا ہوا۔"

(۳)

"ٹائم" نے موجودہ زمانے کے عام مسلمانوں کی مذہب سے دُوری اور اسلامی احکام پر عمل پیرا نہ ہونے کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:-

"اسلام میں تجدید کی طرف رجحان کے یقینی آثار نظر آتے ہیں اگرچہ اسلام بھی ضبطِ تولید کا اسی طرح مخالف ہے جس طرح رومن کیتھولک۔ لیکن کئی علماء نے اب قرآن کے حوالے سے اس کا جواز پیش کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسلام ایک جامد مذہب ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ انسان کو سائنس کے ذریعے کائنات پر غور کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ابھی پچھلے سال دنیائے اسلام کی قدیم اور مشہور ترین یونیورسٹی جامع الازہر میں طبیعات، علم الادویہ اور انجینئرنگ کے شعبے قائم کئے گئے ہیں۔ سیاہ فام افریقی باشندوں میں اسلام کی مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے لیکن تعدد ازدواج مشرق [illegible] سے [illegible] اور [illegible] قبائلیوں میں بھی اب آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا ہے۔"

(۴)

اگرچہ ایک فرانسیسی مستشرق کا دعویٰ ہے کہ اسلام مذہب اور ضابطۂ حیات کی حیثیت سے موجودہ زمانے میں قائم نہیں رہ سکتا۔ لیکن اگر ہم صرف حج پر ہی نظر ڈالیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک عام کسان سے لے کر فلاسفر تک ہر مسلمان کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ حج کا فریضہ ادا کرے۔ اور یہ چیز ظاہر کرتی ہے کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین آج بھی دلوں میں ولولہ پیدا کرنے کی [illegible] رکھتا ہے۔ اور اس کا یہ اثر مٹنے والا نہیں ہے۔"

(ماخوذ از الفرقان اگست ۱۹۶۵ء)

سفر کلکتہ و دہلی کے مختصر کوائف

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

واقعی ہندوستانی شہریوں کے بیوی بچے ہیں اس وقت تک مرکزی حکومت اس معاملہ میں کوئی معین ہدایت دینے سے معذور ہے

چونکہ ہماری پردہ نشین مستورات نوجوان بچیوں اور معصوم بچوں کے واپس قادیان بھجوانے کا معاملہ فوری نوعیت کا تھا۔ اسلئے ہم نے اس تعلق میں آنریبل پرائم منسٹر صاحب سے بھی ملنے کی کوشش کی مگر ان کی معروفیات کے باعث ملاقات نہ ہو سکی۔ البتہ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری شری گوئل صاحب نے فیملیز کے متعلق جاری تار آنریبل پرائم منسٹر صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ اور ان کی ہدایت کے مطابق اسسٹنٹ ہوم سیکرٹری شری نندہ جی آنریبل ہوم منسٹر صاحب کو توجہ دینے کا پیغام بھیجا یا اسی طرح ہم نے مورخہ ۲۱/۹/۶۵ کو شریمتی اندرا گاندھی صاحبہ وزیر نشریات سے بھی ان کی کوٹھی پر ملاقات کی تو آپ نے اپنی پوری ہمدردی کا یقین دلاتے ہوئے اس معاملہ پر فوری کاروائی کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ اگلے روز ۲۲ر ستمبر کو ہمارے وفد کی ملاقات آنریبل ہوم منسٹر شری نندہ جی سے ہوئی۔ جس میں خاکسار کے ہمراہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی کے علاوہ مکرم رحمت اللہ خان صاحب اور عزیز محمود احمد صاحب چیمہ سہگل پسر مکرم میاں محمد عمر صاحب سہگل بھی شامل تھے۔ ہماری یہ ملاقات قریباً سوا بارہ بجے رو بپر پارلیمنٹ ہاؤس کے دفتر میں ہوئی۔ جب پر ہم نے جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی پوزیشن۔ مرکز قادیان کی اہمیت اور جماعت احمدیہ کا حکومت وقت سے ہر رنگ میں اور ہر موقع پر عملی تعاون کا ذکر کرنے کے بعد قادیان میں مقیم بعض فیملیز کے گورداسپور اور پھر وہاں سے لدھیانہ لے جانے کی تکلیف دہ صورت حال کا ذکر کیا اور قادیان سے آمدہ تار ان کی خدمت میں پیش کیا جس پر شری نندہ جی نے اپنے سیکرٹری کو بلا کر اسسٹنٹ ہوم فوری کاروائی کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ شری نندہ جی کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے اسی روز شام کو ہوم سیکرٹری صاحب پنجاب چنڈی گڑھ کے نام بذریعہ ٹیلیفون ضروری ہدایت بھجوا دی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگلے روز مورخہ ۲۳/۹/۶۵ کو احمدیہ فیملیز کے قادیان واپس جانے کا فیصلہ ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

ہمارے وفد نے آنریبل ہوم منسٹر صاحب سے ملاقات کے دوران میں کلکتہ کے ان چار بے گناہ احمدی احباب کے متعلق بھی بات کی جن کو کسی غلط فہمی کی بنا پر D. I. R کے ماتحت زیر حراست لیا گیا تھا۔ (تین آدمیوں کا ذکر پہلے آچکا ہے چوتھے دوست جن کو ۱۲ر ستمبر کو حراست میں لیا گیا وہ مکرم محمود احمد صاحب پسر مکرم محمد صدیق صاحب مرحوم ہیں)

کلکتہ کے احباب کے متعلق شری نندہ جی نے فرمایا کہ یہ کاروائی مرکز کی عمومی ہدایت کے ماتحت نو دسوبائی حکومت نے کی ہے۔ اس لئے وہ اس میں زیادہ دخل نہیں دے سکتے۔ البتہ ہماری درخواست پر انہوں نے فوری طور پر ان معاملات کو دوبارہ زیر غور لانے کے لئے حکومت بنگال کو توجہ دلانے کا وعدہ فرمایا۔

اس عرصہ میں ہماری طرف سے بڑی بڑی جماعتوں کو صورت حالات سے اطلاع دیتے ہوئے ایک سرکلر مورخہ ۸/۹/۶۵ کو بھجوایا گیا اور دوسری سرکلر چٹھی مورخہ ۲۷ر ستمبر کو ارسال کی گئی۔ جبکہ فیملیز کے واپس قادیان کرنے کی اطلاع ہمیں مل چکی تھی۔ اس عرصہ میں حالات بھی تدریجاً معمول پر آچکے تھے اور قادیان کی بلاک کی آمد و رفت میں بھی باقاعدگی آچکی تھی۔ لہٰذا خاکسار مورخہ ۲۹/۹/۶۵ کو واپس قادیان کے لئے روانہ ہوا۔ اور ۳۰ر ستمبر کو بخیریت قادیان پہنچ گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ۲۹ر ستمبر کو دہلی سے روانگی سے قبل خاکسار کو یہ اطلاع ملی تھی کہ محترم میاں محمد عمر صاحب سہگل رہا ہو کر واپس اپنے گھر جا چکے ہیں لیکن چونکہ اس خبر کی براہ راست ہوم منسٹری کی طرف سے تصدیق ہونی باقی تھی اس لئے خاکسار نے مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ دہلی کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ اگلے روز اس خبر کی تصدیق حاصل کرنے کے بعد قادیان اور کلکتہ بذریعہ تار اطلاع دیں چنانچہ میرے قادیان پہنچنے کے بعد مورخہ ۳۰ر ستمبر کی شام کو ان کی طرف سے بذریعہ تار یہ اطلاع پہنچی کہ میاں محمد عمر صاحب سہگل مخلصی پا کر اپنے گھر پہنچ چکے ہیں۔ بعد کی اطلاع کے مطابق مکرم میاں محمد عمر صاحب سہگل کے علاوہ عبدالمجید صاحب وغیرہ اور محمود احمد صاحب بھی رہا ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کلکتہ کے باقی ایک دوست کی مخلصی کی صورت جلد از جلد پیدا فرمائے اور ہم سب کا اپنے فضل سے حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔ اس موقعہ پر سب سے اول تو میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور یہ سراسر اسی کا فضل ہے کہ اس نے ان ہنگامی ایام میں خاکسار کو بھی خدمت سلسلہ کی توفیق بخشی نیز میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ حکومت کے متعلقہ افسران بالخصوص آنریبل ہوم منسٹر شری نندہ صاحب جنہوں نے اپنی بیحد معروفیات کے اوقات سے بھی چند منٹوں کی ملاقات کا وقت بخشا۔ اور ہماری گذارشات کو توجہ سے سنکر اس پر فوری کارروائی کا حکم صادر فرمایا کا اپنی طرف سے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے شکریہ ادا کروں۔ نیز شریمتی اندرا گاندھی صاحبہ وزیر اطلاعات و نشریات نے بھی ہمارے اس مسئلہ میں جس ہمدردی اور تعاون کا اظہار فرمایا ہم اس کے لئے آپ کے بیحد ممنون و شکر گذار ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو انہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ اسی طرح محترم جنرل شاہنواز خان صاحب ڈپٹی وزیر محکمہ زراعت و شری ایل این مصرا صاحب ڈپٹی منسٹر و پروفیسر ڈی سی شرما صاحب ممبر پارلیمنٹ اور محترم میر مشتاق احمد صاحب صدر دہلی پردیش کانگریس اور جناب سید عبداللہ بخاری صاحب نائب امام شاہی جامع مسجد جنہوں نے ہماری ضرورت کے وقت میں ہمارے ساتھ ہمدردی اور دلی تعاون کا ثبوت دیا۔ ان سب کے ہم دلی طور پر شکر گذار ہیں

بالآخر میں اس موقعہ پر ایک مرتبہ پھر ضلع اور صوبے کے تمام حکام اور مرکزی ارباب حل و عقد سب کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ایک خالصتاً مذہبی جماعت ہے۔ اور اپنے مذہبی عقیدہ کی رُو سے ہم اس بات کے پابند ہیں کہ جس ملک اور حکومت کے ماتحت رہیں اس کے ساتھ پورا تعاون کریں۔ جماعت احمدیہ کا عمل اور اسکی اسّی سالہ تاریخ اس بات کی ضامن ہے۔ ہندوستان کی جماعتوں کی طرف سے ابتک ہمیں اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مرکز کی نظارت امور عامہ کے سرکلر کے مطابق جہاں جہاں بھی ہمارے احمدی دوست ہیں وہ پوری ہمت اور فراخدلی کے ساتھ ملک کے دفاعی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں اور اینگی ڈیفنس فنڈ میں بھی اپنے فرض کو پورا کر رہے ہیں۔ بطور مثال کے طور پر کلکتہ کی جماعت کی طرف سے مبلغ تین ہزار روپے جناب چیف منسٹر صاحب مغربی بنگال کی خدمت میں نیشنل ڈیفنس فنڈ میں پیش کرنے کی اطلاع پہنچ چکی ہے مبلغ گیارہ صد روپے کی رقم حیدرآباد۔ جماعت احمدیہ یادگیر نے جناب پرائم منسٹر صاحب کی خدمت میں بھجوائی ہے مبلغ دو ہزار روپے کی رقم مرکز قادیان کی طرف سے قسط اول کے طور پر نیشنل ڈیفنس فنڈ میں ادا کی جا چکی ہے جس میں معقول رقم جمع ہونے پر جماعتوں کی طرف سے عنقریب مزید رقم اس فنڈ میں پیش کئے جانے کا پروگرام ہے۔

احمدی دوستوں کو چاہیئے کہ جہاں وہ مقامی طور پر اس فنڈ میں حسب توفیق رقم ادا کر کے حصہ لیں وہاں مرکزی فنڈ نیشنل ڈیفنس فنڈ کی امانت میں قادیان رقوم بھجوائیں تاکہ جماعت کی طرف سے مجموعی طور پر معقول رقم حکومت کی خدمت میں پیش کی جا سکے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ دوستوں کا حافظ و ناصر رہے اور تمام دنیا میں حقیقی امن اور سلامتی کے حالات پیدا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تقریب بھوگ (بقیہ صفحہ ۱)

کی قربانیاں سنہری حروف سے لکھی جانے کے قابل ہیں۔ ہمارا ملک سو رمے جن منکلاں ہے۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ بھارت نے کبھی کسی دوسرے ملک پر حملہ نہیں کیا تھا مگر پاکستان کی جارحیت نے ہمیں خود جنگ کی کشمکش میں مبتلا کر دیا ہے جو کہ سنہ ۱۹۶۲ء میں چین کے مقابلہ میں ہمیں خفت ہوئی تھی اس کی وجہ سے پاکستان نے یہ سمجھا تھا کہ ہم کمزور ہیں اسی لئے وہ اپنی بکتر بند فوجوں کے زعم پر چڑھ دوڑا۔ ہماری فوجوں نے امریکن ٹینکوں اور جیٹ طیاروں کو جن پر دشمن کا غرور تھا مٹی میں ملا دیا ہے اور دشمن کے وہ جنگی ہتھیار جو برتر سمجھے جاتے تھے انکو ناکارہ ثابت کر دیا ہے آج ہمارا سر فخر سے بلند ہے

چودھری مبارک علی صاحب ممبر ڈیفنس کمیٹی قادیان ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے کہا کہ دشمن نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ جونہی اسکی فوجیں بھارت کی سرزمین میں داخل ہونگی بھارت کے ہندو سکھ مسلمان آپس میں الجھ کر خانہ جنگی کی صورت پیدا کر دینگے اور وہ کامیابی حاصل کر لینگے لیکن آج وہ خوب سمجھ چکا ہے کہ یہ سب اسکی خام خیالی تھی اور آج بھارت ایک پہلے سے بھی زیادہ متحد اور طاقتور ہے۔ بھارت کے بہادروں کی جرأت کے اعزاز پانے والوں اور قربانی کرنے والوں میں ہندو اور سکھ وغیرہ سب شامل ہیں اور مسلمان بھی مثلاً حوالدار عبد الحمید شہید جسکو سب سے بڑا اعزاز شجاعت پرم ویر چکر عطا ہوا ہے اور یہ ہمارے لئے بڑے فخر اور اطمینان کی بات ہے کہ دشمن کی نظروں میں ہماری جو کمزوری تھی وہی ہماری قوت بن گئی اور آج ہم صرف ہندوستانی ہیں اور دشمن کے مقابلہ میں شانہ بشانہ صف آرا ہیں۔

گیانی لابھ سنگھ صاحب فنا نے کہا کہ ان بہادر نوجوانوں کی قربانیوں نے ہمارا سر دنیا کی قوموں کے سامنے اونچا کر دیا ہے اور بہادری اور جوانمردی کے ایسے کارنامے سامنے آئے ہیں کہ حق ہے بھارت کے جوانوں کے عزم اور حوصلے کا اظہار ہوتا ہے ایک زخمی جوان نے اپنے باپ کو فخر کے ساتھ سنایا کہ دیکھئے پتا جی تمام گولیاں میرے سینے میں لگی ہیں پشت پر نہیں لگی۔ ایسے ہی بہادروں کی جرأت اور شہیدوں کی شہادت نے ہمارے ملک کو بچا لیا ہے ان جوانوں اور شہیدوں کے خاندان قابل مبارکباد ہیں۔

اس تقریب میں گیانی لابھ سنگھ صاحب فنا نے چوہدری مبارک علی صاحب، سردار ست نام سنگھ صاحب اور پربھاکر صاحب کی تقریروں کے بعد کہا کہ ہمیں وعظ و نصیحت کی گئی ہے۔ دوسرے لوگوں کی وعظ و نصیحت تو سر ماتھے پر لیکن جن لوگوں کی نیشنلٹی مشکوک ہے ان کی نصیحت کو ہم سر ماتھے پر نہیں رکھ سکتے۔ اس پر سردار ست نام سنگھ صاحب باجوہ نے کہا کہ آپ کو اسکی وضاحت کرنی چاہیئے۔ صوبیدار رام سنگھ صاحب اور سردار جسونت سنگھ صاحب نے کہا کہ گیانی صاحب نے یہ بات سخت نامناسب کہی ہے اور یہ فتنہ پیدا کرنے والی بات ہے۔ اور حاضرین و سامعین نے بکثرت گیانی صاحب کے اس انداز خیال پر اظہار نفرت کیا جسکی وجہ سے گیانی صاحب کو مجبوراً خاموش ہو کر بیٹھ جانا پڑا۔ اسکے بعد پربھاکر صاحب نے لاؤڈ سپیکر کے سامنے جا کر گیانی صاحب کے ایسے بیان کس پر اظہار افسوس کیا اور کہا گیانی صاحب کو چاہیئے کہ وہ اب اتنے بڑے الزام کے مقابلہ پر ثبوت پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ فلاں شخص یا گروہ کی نیشنلٹی مشکوک ہے۔ مگر گیانی صاحب کو جرأت نہ ہوئی

سردار گورنجن سنگھ صاحب باجوہ نے کہا کہ شہادت اور جوانمردی کے واقعات سے جو قومیں بنتی ہیں بڑی محل تو بیشمار مرتبہ مرتے ہیں لیکن شہیدوں کی موت کو دنیا ہمیشہ یاد رکھتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ شہیدوں کے خاندانوں کے ساتھ عملی ہمدردی کریں۔ سیا جو دھا۔ کو جب توجہ دلائی گئی کہ وہ گیانی لابھ سنگھ صاحب فنا کے اس جذبہ فتنہ پیدا کرنے والے نعرہ کی تردید کریں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نہ اس کی تردید کرتا ہوں نہ تائید۔

سردار ست نام سنگھ باجوہ ایم۔ ایل۔ اے
صدر ڈیفنس کمیٹی قادیان

اخبار و آراء

احباب کی دلچسپی کے لئے عنوان بالا سے ایک نیا صفحہ جاری کیا جا رہا ہے۔ ہر پرچہ کی اشاعت کے وقت تازہ خبریں تو حسب سابق آخری صفحہ پر دی جایا کریں گی۔ مگر عرصہ زیر اشاعت میں دیگر اہم اور ضروری خبریں اور خبروں کے سلسلہ میں معاصرین کی آراء اس صفحہ پر درج کی جایا کریں گی۔ امید ہے یہ سلسلہ احباب کی دلچسپی اور اضافۂ علم کا موجب ہوگا۔

(ایڈیٹر)

اخبار

غذائی مسئلہ:

نئی دہلی ۲۷ ستمبر۔ پردھان منتری شری شاستری نے گذشتہ روز رام لیلا میدان میں منعقدہ پبلک جلسہ میں جو تقریر کی۔ اس میں شری شاستری نے غذائی مسئلہ کے بارے میں یہ چیتاونی دیتے ہوئے کہا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ غذائی سنکٹ فوری طور پر پیدا ہونے والا ہے اگر دوست ممالک نے ہمیں امداد دی تو ہم اسے قبول کریں گے لیکن اگر نہ دی تو بھی ہم صورتِ حال کا پوری طرح مقابلہ کریں گے۔ اناج کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ یہ بڑی بڑی دعوتوں اور ضیافتوں کا وقت نہیں۔ ہوٹلوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اناج ضائع نہ ہو۔ ذخیرہ نہیں کرنا چاہیئے جو کچھ دستیاب ہو اسے سب میں بانٹا جائے۔

شری شاستری نے کہا کہ میں نے ہوٹلوں میں دیکھا ہے کہ ایک پلیٹ آتی ہے اور ایک جاتی ہے۔ پیگ پر پیگ چڑھائے جاتے ہیں۔ یہ باتیں بند ہونی چاہئیں۔ اگرچہ میں ماس نہیں کھاتا لیکن جو لوگ ماس استعمال کرتے ہیں وہ اناج کی بچت کے لئے ماس زیادہ استعمال کریں تو بھی مجھے اعتراض نہ ہوگا۔ اگر ضرورت پڑے تو ہمیں صرف ایک وقت کھانے کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔

شہری دفاع کے انتظامات کے بارے میں پردھان منتری نے کہا کہ ہمیں سارے ملک میں ہمیشہ تیار بر تیار رہنے چاہئیں اس سنکٹ میں جو قومی اتحاد پیدا ہوا ہے اسے ہی برقرار رکھا جائے۔ جو لوگ قومی اتحاد کے منافی کام کریں گے وہ ایک طرح سے پاکستان کے معاون بنیں گے۔ آپ نے بی بی سی کے نامہ نگار کے حالیہ مکروہ حملوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ الزام لگایا گیا ہے کہ میں ہندو ہوں اس لئے پاکستان کے ساتھ لڑنا چاہتا ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس لڑائی میں مذہب کا کوئی سوال نہیں۔ اس لڑائی میں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی سبھی لوگ حصہ لے رہے ہیں۔ بھارت کے لئے یہ بات باعث فخر ہے کہ یہاں کے تمام مذاہب کے لوگ ملک کی حفاظت کے لئے متحد ہیں۔" (روزنامہ پرتاپ جالندھر ۲۸/۹/۶۵ صفحہ ۱۲)

چینی خطرہ کے پیش نظر بھارت کو فوجی امداد دینے کے سلسلہ میں امریکہ میں مختلف نظریے

نیویارک ۲۸ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکہ بھارت اور پاکستان کو پھر سے اسلحہ اور فوجی ساز و سامان بھیجنے کے سوال پر بھی غور کر رہا ہے۔ لیکن جہاں تک امریکی فوجی ہائی کمانڈ کا تعلق ہے۔ اس کی یہ رائے ہے کہ پاکستان کو محدود مقدار میں اسلحہ کی امداد جاری رکھنی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں اخبار واشنگٹن پوسٹ نے لکھا ہے کہ جہاں امریکی لیڈر بھارت کو چینی حملہ کے خطرہ کے پیش نظر اسلحہ کی امداد پھر سے جاری کرنے کے حق میں ہیں۔ وہاں ایک یہ بھی خیال ہے کہ جب تک بھارت اور پاکستان میں مکمل طور پر پھر سے امن و امان نہ ہو جائے تب تک انہیں مزید اسلحہ نہ دیا جائے۔ دوسری طرف امریکہ کے فوجی حلقے اس خیال سے پاکستان کو اسلحہ کی سپلائی بحال کرنے پر زور دے رہے ہیں کہ پاکستان کے چین کے ساتھ نزدیکی تعلقات ایک عارضی نوعیت کے ہیں جو کہ اس نے کشمیر کے جھگڑے کی وجہ سے پیدا کئے ہیں فوجی حلقوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ پچھلے گیارہ سالوں میں امریکہ پاکستان کی فوجوں کو جدید قسم کے ہتھیاروں سے لیس کرنے پر ایک ارب ۸۲ کروڑ ڈالر صرف کر چکا ہے اگر اب امریکہ نے پاکستان کو اپنی فوجی طاقت بحال رکھنے کی غرض سے مزید اسلحہ نہ دیا تو امریکہ کے سارے [illegible] کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ بھارت کی طرف [illegible] سے چینی حملہ کے پیش نظر فوجی امداد کے جواب میں امریکہ کے فوجی حلقوں کا یہ خیال [illegible] خطرہ فوری نہیں ہے چونکہ بھارت مغربی فوجی [illegible] کا ممبر نہیں اس لئے اس کی [illegible] بھارت کو پاکستان کی ضرورت پر مقدم نہیں [illegible] جا سکتا۔" (روزنامہ پرتاپ جالندھر ۲۹/۹/۶۵ صفحہ ۱۲)

صاحب نصاب پر زکوٰۃ کی ادائیگی ویسی ہی ضروری ہے جیسے ہر مسلمان پر پنجگانہ نماز۔

آراء

یہ بھاشا ہمیں پسند ہے

اس عنوان سے معاصر پرتاپ جالندھر نے ۲۸ ستمبر کو حسب ذیل ایڈیٹوریل لکھا ہے:-

"شاستری جی نے پچھلے دنوں جو تقاریر کی ہیں یا بیانات دیئے ہیں۔ اُن میں ایک نئی بھاشا اور ایک نئی بھاونا کی جھلک ہے یہی زبان ہے۔ جو ایک سوتنتر اور باوقار حکومت کو جچتی ہے۔ سوتنترتا کے اٹھارہ برس بعد پہلی بار بھارت کی جنتا نے اپنی سرکار کے مُنہ سے ایسی بات سُنی ہے یہ حوصلہ، دلیرتا اور وقار کی بھاشا ہے۔ بھارت کی جنتا کو یہ پسند ہے اور وہ شخص بھی جس نے اتوار ۲۶ ستمبر کو دہلی کے رام لیلا میدان میں برطانیہ اور پاکستان کے سب دوستوں کو چیتاونی دی۔ کہ بھارت اپنی آزادی اور اکھنڈتا کی پوری طرح اور ہر قیمت پر رکشا کر سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے پردھان منتری شری شاستری جی کی پرتشٹھا دیش بدیش میں بہت اونچے شیکھر پر پہنچ گئی ہے۔ لوگوں نے ان کی نمرتا کو کمزوری سمجھ رکھا تھا۔ اب بھارت کے دشمنوں اور دوستوں کو یہ اچھی طرح پتہ چل گیا ہے کہ بھارت میں ہر سپاہی اور ہر لوہ پرش سمبھاؤ سے نمرہی ہوتا ہے۔ یہ اس دیش کی پرانی پرمپرا ہے۔ بدقسمتی سے پنڈت نہرو کے ہوتے ہوئے اس کے بارے میں کچھ غلط فہمی سی پھیل گئی تھی۔ پنڈت جی ایک نیک اور مہان پُرش تھے۔ لیکن انہیں اپنی نجی پرتشٹھا کا بہت فکر تھا۔ کئی بار وہ سختی سے کام لیتے لیتے رُک جاتے کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ کہیں ان کی پرتشٹھا پر دھبہ نہ لگ جائے شاستری جی میں یہ ایک خاص بات ہے کہ انہیں صرف اپنے دیش کا فکر ہے۔ جو بھی وہ ٹھیک سمجھتے ہیں۔ وہ کہہ دیتے ہیں:-

۲۶ ستمبر کی تقریر میں شری شاستری نے جو کچھ کہا۔ کیا۔ پنڈت نہرو کے ہوتے ہوئے یہ سب کچھ سُنا جا سکتا تھا۔ سب سے پہلے تو شاستری جی نے برطانیہ کو صاف شبدوں میں بتا دیا کہ بھارت کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے۔ ساتھ ہی انہیں یہ صاف لفظوں میں یہ بھی کہہ دیا کہ اگر پاکستان کی طرف سے چھمب وغیرہ علاقوں سے فوجیں واپس بلانے سے پہلے سیکیورٹی کونسل کی میٹنگ بلائی گئی تو بھارت اس کا بائیکاٹ کر دے گا۔ بھٹو نے کچھ دن ہوئے دھمکی دی تھی۔ کہ پاکستانی فوجیں پیچھے نہیں ہٹائی جائیں گی۔ تو کیا وہ سمجھتا ہے کہ ہم پیچھے ہٹ جائیں گے؟ شاستری جی نے یہ بھی کہا کہ بھارت نے اس لڑائی میں پاکستان کے بہت زیادہ علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ فوجیں پیچھے نہ ہٹانے سے پاکستان کو ہی زیادہ نقصان ہوگا۔ جو بات وہاں کے لوگوں کو زیادہ چبھے گی وہ یہ ہے کہ بھارتی فوجیں لاہور سے صرف ۱½ میل دور ہیں۔

۔۔۔ اس وقت بھارت کا وقار اگر دنیا بھر میں بلند ہے۔ تو اس کی خاص وجہ ہے۔ اس جنگ میں ہماری کامیابی۔ ہمارے دوست اس کی تعریف کر رہے ہیں۔ اور دشمن جل رہے ہیں۔ بدقسمتی سے اس وقت بھارت کے دوستوں کی تعداد بہت کم ہے۔ متحدہ سبھا کے ممبر ۱۱ ممالک میں سے صرف دو دیش ملایا اور سنگاپور نے بھارت کی کھلم کھلا حمایت کی ہے۔ اس لئے بھارت کو اب ایک اور جنگ لڑنی پڑے گی۔ ڈپلومیسی کی جنگ یعنی زیادہ سے زیادہ دیشوں سے امداد حاصل کرنا۔ بھارت پر کئی بڑے بڑے دیش ناجائز دباؤ ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت ہمارے دوست ملک کام آئیں گے لیکن نئے دوست ڈھونڈتے وقت اپنی بھاشا کو نہیں بدلنا چاہیئے۔ اگر ہمارے یہ دوست دلیرتا اور جرأت کی بھاشا سنتے رہے تو وہ بھی ہماری قدر کریں گے۔ کمزور کا کوئی دوست بننا پسند نہیں کرتا۔"

(پرتاپ جالندھر ۲۸/۹/۶۵)

"اتحاد، حب الوطنی کا ثبوت"

"لوک سبھا میں جنگ بندی سے متعلق سیکیورٹی کونسل کی قرارداد پر بحث کرتے ہوئے کمیونسٹ پارٹی کے ممبر مسٹر ہیرن مکرجی نے ملک کے تحفظ پر جان دینے والے جوانوں کے ساتھ مسلمانانِ ہند کی تعریف کی کہ وہ بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے کشمیر کی جنگ میں اس سے قبل بھی سب سے بڑا اعزاز بریگیڈیر عثمان نے حاصل کیا تھا اور اس مرتبہ بھی سب سے بڑا اعزاز ایک مسلمان حوالدار عبد الحمید خان نے حاصل کیا۔ مکرجی مسلمانوں کی حب الوطنی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ مرنے کے بعد ایک ہندو کی راکھ دریا میں ڈال دی جاتی ہے جو نہ معلوم کہاں بہہ جاتی ہے لیکن مسلمان مرنے کے بعد بھی اپنے وطن کو نہیں چھوڑتا۔ اور وہ اسی سرزمین میں دفن ہو کر اپنے وجود کو باقی رکھتا ہے۔ اس طرح مسلمانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اسی ملک کے شہری ہیں!

مسلمانانِ ہند کو یہ جذباتی خراجِ عقیدت خود اپنی جگہ قابل ستائش ہے اور جو شخص بھی اس لب و لہجہ کے ساتھ مسلمانوں کی تعریف کرتا ہے۔ اس کی نیت پر شبہ نہیں کیا جا سکتا مگر چونکہ مسلمان ہندوستان میں برابر کے شہری ہیں اس لئے [illegible] چاہیئے ہیں کہ ہندوؤں کو بھی خراج تحسین ادا کیا جاتے اور اعلان کیا جائے کہ انہوں نے بھی آزمائش کے زمانے میں اپنی حب الوطنی کا ثبوت دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ زندگی اور موت میں ہندوستان کے ساتھی ہیں۔ مسلمان اکیلے

حب الوطنی کا کریڈٹ لینا نہیں چاہتے بلکہ اس میں تمام شہریوں کو شریک کرنا چاہتے ہیں۔ صرف مسلمانوں کی حب الوطنی پر اطمینان کا سانس لینا یہ معنے رکھتا ہے کہ ہندو تو ہیں ہی محب وطن۔ ان کے بارے میں تو دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ البتہ مسلمانوں کی حب الوطنی میں شک تھا۔ سو اب وہ دور ہو گیا ہے اور ان کی حب الوطنی قابل تحسین قرار پا گئی۔ اگر یہ صورت حال تسلیم کر لی جائے تو حب الوطنی کا مرکزی نقطہ ہندو قرار پاتے ہیں اور مسلمان صرف طفیلی بن کر رہ جاتے ہیں اور یہ طفیلی بننا مسلمانوں کو دوسرے درجہ کا شہری بنا دیتا ہے۔

اگر یہ کہا جاتے کہ ہندو اور پاکستان کی جنگ میں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی اور دوسرے تمام فرقوں کے درمیان جو اتحاد دیکھنے میں آیا وہ ان کی حب الوطنی کا ثبوت ہے تو یہ بات حقیقت سے زیادہ قریب ہوگی۔ حب الوطنی کا کریڈٹ اگر کسی خاص فرقہ کو دیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حب الوطنی کا سونا از صرف اکثریت کے پاس ہے اور وہ اپنی مرضی سے یہ دولت دوسروں کو بھی دے سکتی ہے۔ مسز جی نے جب حب الوطنی کے لئے مسلمانوں کو خراج تحسین پیش کیا تو ان کی نیت بخیر تھی اور جس نکتہ کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے وہ اس کا ادراک کر بھی نہیں سکتے تھے اس لئے اگر انہوں نے خاص مسلمانوں کا ذکر کیا تو کوئی غلطی نہیں کی۔ لیکن وہ اس طریقے سے حب الوطنی کو اکثریت کی ملکیت قرار دے گئے۔ حالانکہ ہمارے نزدیک یہی بات مشکوک ہے۔ ہم حال ہم خراج تحسین میں بھی مساوات چاہتے ہیں۔ یہ تحسین ملے تو سب کو ملے۔ حب الوطنی اور حب الوطنی کا پیمانہ کسی ایک خاص طبقہ کے ہاتھ میں دے دینا اسے درجہ اول کا شہری بنانا ہے۔ حالانکہ سب کی شہریت برابر ہے۔ اور یہاں اس کی کوئی قانونی اور عمرانی درجہ بندی نہیں ہے۔ (الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۷/۹/۶۵)

محترمہ والدہ صاحبہ کی وفات اور دعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ صاحبہ محترمہ مریم صاحبہ اہلیہ صاحبہ حضرت سی کنجی احمد صاحب مرحوم بانی مسجد احمدیہ چینگا ڈی (مالابار) ایک طویل عرصہ کی علالت کے بعد بعمرہ ۸۵ سال مورخہ ۲۱/۹/۶۵ بوقت شب ۹ ۳/۴ بجے رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والدہ صاحبہ مرحومہ میں بہت خوبیاں تھیں۔ آپ نہایت سلیم الفطرت اور حلیم الطبع عورت تھیں۔ اور بڑی نیک اور ملنسار تھیں آپ کی زندگی خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کے رنگ میں رنگین تھی۔ محترمہ والدہ صاحبہ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی سخت پابند اور تہجد گذار تھیں۔ لیکن جب تک صحت اجازت دیتی رہی مسجد میں جمعہ کی نماز میں متواتر شمولیت فرماتی رہیں۔ آپ اپنے خاندان کے لئے ایک روشن چراغ تھیں۔ سلسلہ کے ساتھ آپ کو بے حد محبت اور عشق تھا۔ جماعت کی ہر تحریک میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے حتی الامکان بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ غرباء اور فقراء کی امداد کرنا اور مخفی طور پر ان کی اعانت کرنا آپ کی فطرت بن گئی تھی۔ بہت ہی مہمان نواز تھیں۔ اکثر اوقات جماعت کی عورتوں کو عملی طور پر نیک بننے اور غیر از جماعت لوگوں کے اعتراض سے بچنے کی نصیحت فرمایا کرتی تھیں۔ پردہ کی خود بھی سخت پابند تھیں اور دوسروں کو بھی اس کی پابندی کی طرف خاص توجہ دلاتی تھیں۔ ہمیشہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے سلسلہ کی ترقی کے لئے اور اپنی اولاد کے لئے دن رات رو رو کر دعائیں کیا کرتی تھیں۔ حضرت والد صاحب بزرگوار مرحوم کے وصال کو عرصہ اٹھارہ سال کا ہوا۔ لیکن ہمیں آج تک والدہ صاحبہ مرحومہ و مغفورہ نے اس کا احساس تک ہونے نہیں دیا۔ والدین کا وجود بڑی برکتوں کا باعث ہوتا ہے مگر ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

محترمہ والدہ صاحبہ پرسکون لمحات میں اللہ اللہ کا ورد کرتی ہوئی اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئیں۔ دوسرے دن مورخہ ۲۲/۹/۶۵ بوقت ۲ بجے دوپہر مکرم و محترم جناب مولانا مولوی عبداللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کثیر التعداد احباب جماعت کی معیت میں نماز جنازہ ادا فرمائی۔ میت کو کندھا دیا اور مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا [illegible] اللہ و انا الیہ راجعون۔

بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان اور احباب جماعت کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ [illegible] والدہ صاحبہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ اور بلند درجات عطا فرمائے۔ اعلیٰ [illegible] ہے۔ اور ہم پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ اور ہم بہن بھائیوں [illegible] قدم پر [illegible] کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ اپنے پیچھے ایک بیٹی مرحوم۔ چار بیٹے اور تینتیس ۳۳ پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑ گئی ہیں۔

خاکسار کمال الدین احمد از مدراس

ملکی دفاع کے سلسلہ میں احباب جماعت کا فرض

نیشنل ڈیفنس فنڈ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیا جائے

جیسا کہ اس سے قبل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلہ کے مطابق جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو نظارت امور عامہ کی طرف سے اپنے ملک دفاع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے بارہ میں تحریک کی جا چکی ہے امید ہے۔ احباب جماعت نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق جہاں خون کے عطایا اور اپنے نوجوان بچوں کی خدمات کو پیش کرتے ہوئے اس قومی کام میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیا ہوگا۔ وہاں حکومت کی طرف سے نیشنل ڈیفنس فنڈ کی اپیل پر بھی حسب توفیق زیادہ سے زیادہ حصہ لے رہے ہوں گے

احباب جماعت جہاں نیشنل ڈیفنس فنڈ میں مقامی طور پر رقوم جمع کر کے حکومت کے افسران کو پیش کر رہے ہیں وہاں جماعت کے وسیع نقطۂ نظر اور مفاد کے پیش نظر یہ بھی ضروری ہے کہ تمام جماعتیں اس ہنگامی ضرورت کے لئے جو چندہ جمع کریں اس کا نصف حصہ مرکز میں بھجوائیں۔ تاکہ جماعت احمدیہ کی طرف سے مجموعی طور پر ایک معقول رقم مرکزی حکومت کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔ اس طرح مرکز جو کہ جماعتوں کا نمائندہ ہے اس کی مرکزی حیثیت قائم رہتی ہے۔ دوسرے ایسے مواقع پر شعائر اللہ کے احترام کے قیام کے لئے بھی یہ امر ممد ہوگا اس سے قبل دہلی سے بعض جماعتوں کو جن کے چندہ جات کا علم تھا نیشنل ڈیفنس فنڈ میں حصہ لیتے ہوئے مرکز میں رقوم بھجوانے کے لئے تحریک کی جا چکی ہے اب اس تحریک کے ذریعہ جملہ جماعتہائے احمدیہ کو دوبارہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ یہ تحریک فوری اور ہنگامی نوعیت کی ہے اور اس کی ادائیگی بلا توقف ہونی چاہیئے۔ تاکہ مرکز میں رقوم پہنچنے پر بلا توقف حکومت کو پیش کی جا سکیں اس غرض کے لئے دفتر محاسب، قادیان میں ڈیفنس فنڈ کے نام سے امانت پہلے ہی سے موجود ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس نازک وقت میں اپنی ملکی ذمہ داریوں اور اپنے مرکز سے تعلق کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے عملی طور پر مؤثر رنگ میں اس تحریک میں حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی ملکی اور جماعتی ذمہ داریوں کو بہترین رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا اور ہمارے ملک اور ہمارے شعائر اللہ کا خود حافظ و ناصر ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین

گذشتہ ماہ غیر معمولی حالات کی وجہ سے قادیان میں ڈاک کا سلسلہ غیر یقینی ہونے کے باعث احباب جماعت کی طرف سے چندہ جات کی آمد بہت کمی آ گئی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈاک کا سلسلہ پھر معمول پر آ رہا ہے۔ اس لئے جملہ عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ وصول کردہ چندہ جات کی رقوم جلد از جلد قادیان بھجوا دیں۔ اور آئندہ چندہ جات کی وصولی کر کے ساتھ کے ساتھ مرکز میں ارسال کرتے رہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

اخبار "بدر" کی توسیع اشاعت میں آپ کا تعاون

جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان سے شائع ہونے والا ہفت روزہ بدر مرکز کی آواز ہے۔ آپ اسکے ذریعہ مرکز کی تحریکات اور سلسلہ کی خدمت قومی اور ملکی جدوجہد سے بخوبی باخبر رہ سکتے ہیں۔ خود اپنے نام اخبار بدر جاری کرائیں اس سے آپ کی مرکز سے گہری وابستگی ہوگی۔ اور نادار افراد کے نام اخبار جاری کرائیں تاکہ انہیں بھی اس سے استفادہ ہو۔

(منیجر بدر)

"وعدوں کی عظمت کو پہچانو"

اس تحریک کے لئے اب سالوں کی تعیین کا کوئی سوال نہیں رہا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے تحریک جدید کے متعلق ارشادات

حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ:-

" اگر تم عاشق صادق ہو تو یہ کام تم کو ہزار سال کر کے بھی تھوڑا نظر آنا چاہیئے اور یاد رکھو کہ تمہارا مستقبل، تمہاری اولاد کا مستقبل، تمہاری قوم کا مستقبل تمہارے ملک کا مستقبل، تمہاری حکومت کا مستقبل، بلکہ ساری دنیا کا مستقبل خدا تعالیٰ نے اسی سے وابستہ ہے۔ اگر اس سے صلح رکھی جائے گی تو تمہارے ہر کام میں برکت پیدا ہو جائے گی۔ لیکن اگر اس سے صلح نہیں رکھو گے تو تمہارا ہر کام خراب ہو جائے گا۔ اور تم اپنی کامیابیوں سے کوسوں دور چلے جاؤ گے۔ پس گذشتہ سال کے جو وعدے ہیں اور موجودہ سال کے وعدے کو پورا کرنا بھی تمہارا فرض ہے۔ اور ان کو پورا کرنا بھی اسی سال کے اندر ہے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ان وعدوں کو جلد تر پورا کرنے کی کوشش کریں۔

" در حقیقت سیدھی بات تو یہ ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ہی کرنا ہے۔ ہمیں اگر خدا تعالیٰ کی توفیق ملتی ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل نازل ہو رہا ہے۔ اور ہمیں اس کی رضا حاصل ہے۔ اور اگر ہمیں خدا تعالیٰ کی توفیق نہیں ملتی۔ تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے خفا ہے۔ اور وہ ہمیں قربانیوں سے محروم کر کے ہمیں سزا دے رہا ہے۔"

پھر فرماتے ہیں کہ:-

" دنیا بھر میں اسلام پھیلانا تمہارا کام ہے۔" اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سکیم کا ایک بڑا حصہ ظاہر ہو گیا ہے۔ تو میرا مطالبہ بھی اس کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اور تمہارا بھی اس وقت وہی جواب ہونا چاہیئے جو مدینہ والوں نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا۔ اب تمہیں بھی کہنا چاہیئے کہ اب تین یا دس یا انیس کا سوال ہے۔ ہم اسلام کی حفاظت کے لئے اس کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن ہماری لاشوں پر سے گذرے بغیر آپ کے جسم تک نہیں پہنچ سکتا۔

" یہ کام تو قیامت تک کے لئے ہے۔ جس طرح نماز دس سال کے لئے نہیں۔ نماز انیس سال کے لئے نہیں۔ روزہ دس سال کے لئے نہیں۔ روزہ انیس سال کے لئے نہیں۔ اسی طرح اسلام کی تبلیغ اور تبلیغی جہاد بھی دس یا انیس سال کے لئے نہیں ہو سکتے۔ اگر نماز انیس سال کے لئے ہو سکتی ہے۔ اگر روزہ انیس سال کے لئے ہو سکتا ہے۔ اگر زکوٰۃ انیس سال کے لئے ہو سکتی ہے تو تبلیغی جہاد بھی انیس سال کے لئے ہو سکتا ہے لیکن اگر نماز ہمیشہ کے لئے ہے۔ اور زکوٰۃ ہمیشہ کے لئے ہے تو پھر یہ جہاد بھی ہمیشہ کے لئے ہے۔"

فرمایا:-

(۱) "یاد رکھو! تحریک جدید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بفضلہ یہ تحریک جدید کی نیکی ان نیکیوں میں سے ہے کہ جو لوگ اخلاص سے راہ خدا میں قربانی کریں گے۔ اور متواتر کرتے جائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں ان کی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب عطا فرماتا رہے گا۔ اس لئے کہ تحریک جدید کے چندے سے وہ کام کئے جا رہے ہیں جو

تبلیغ اسلام کے لئے صدقہ جاریہ

کی ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو متواتر حصہ لیتے چلے جائیں گے وہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کشف کو پورا کرنے والے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۸۹۱ء میں دکھایا تھا جس میں پانچ ہزاری فوج کا دیا جانا ظاہر کیا گیا تھا۔ پس مبارک ہیں جو اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ان پانچ ہزار سپاہیوں کا نام ادب و احترام سے تاریخ اسلام میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔"

(۲) یاد رکھو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق اسلام کی فتح کی بنیاد، احمدیت کے غلبہ کی بنیاد، محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو دوبارہ زندہ کرنے کی بنیاد، روز اول سے تحریک جدید کے ذریعہ قرار دی گئی ہے ان پانچ ہزار سپاہیوں کی قربانیاں آئندہ دنیا میں ایک انقلاب پیدا کریں گی۔

(۳) اصل بات یہ ہے کہ قربانی کرنا مشکل نہیں۔ ایمان لانا مشکل ہے جس کے دل میں ایمان پیدا ہو جائے اس کے لئے کوئی بھی قربانی مشکل نہیں۔"

(۴) اب وقت تمہارے لئے بہت نازک ہے۔ اس لئے بہت احتیاط کرو۔ اب تم ایسے مقام پر ہو کہ اس سے پیچھے قدم ہٹانا ہلاکت کا موجب ہوگا۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ "کہتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے چلے جاؤ یہاں تک کہ موت تم کو خدا تعالیٰ کی گود میں ڈال دے۔

(۵) یاد رہے کہ کوئی مومن مردود ہونا پسند نہیں کرتا۔ مومن ایک ہی بات جانتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان و مال خرچ کر کے اس دنیا سے گذر جائے۔ آپ لوگوں کو بھی یہی طریق اختیار کرنا ہوگا۔"

(۶) مومن کا قول اور عمل برابر ہونا چاہیئے۔ غیر مومن جو کہتا ہے۔ ضروری نہیں اسے پورا بھی کرے۔ لیکن مومن جو کچھ وعدہ کرتا ہے۔ اسے سنجیدگی کے ساتھ پورا کرتا ہے۔

کیا آپ اپنا وعدہ ۔۔۔ سو فیصدی پورا کر چکے ہیں۔ اس لئے کہ تحریک جدید کے ۔۔۔ سال کا اختتام ہو رہا ہے۔ مزید ایک ماہ کا قلیل سا عرصہ رہ گیا ہے۔ اگر نہیں تو فوری توجہ کریں۔

یاد رکھو یہ اموال ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ اور یہ زندگیاں بھی ہمیشہ نہیں رہیں گی۔ کوئی انسان زندہ نہیں رہتا۔ ہم بھی اپنی زندگیاں بسر کر کے خدا کے پاس جانے والے ہیں۔ یہ تنگیاں ہمارے ساتھ نہیں جائیں گی۔ ہمارے چندے اور ہماری قربانیاں ہمارے ساتھ جائیں گی۔ یہاں کا کھایا ہوا ہمارے کام نہیں آئے گا۔ جو خدا کے رستہ میں خرچ کیا ہوگا وہی ہمارے کام آئے گا۔ پس ابدی اور دائمی زندگی حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھو!"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے یہ مندرجہ بالا ارشادات ہر جماعت کے عہدہ داروں کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ:-

تمام جماعتوں کے احباب اس قلیل ترین عرصہ میں تحریک جدید کے وعدے سو فی صدی پورے کرنے کی انتہائی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔

خاکسار وکیل المال تحریک جدید قادیان

دعائے مغفرت و درخواست دعا

محترمہ حبیب النساء اہلیہ مکرم رحیم الدین صاحب انصاری بتاریخ ۱۰ر ستمبر ۱۹۵۹ء اچانک اپنے مالک حقیقی سے جا ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ گیارہ بجے دن کسی ضرورت سے تالاب گئی ہوئی تھی۔ اچانک سر اور گردن میں درد شدید لاحق ہوا۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے وقفہ میں جس قدر ممکن ہو سکتا تھا علاج کیا گیا مگر کوئی فائدہ نہ ہو سکا۔ مرحومہ نماز روزہ کی پابند تھی اپنے پسماندگان میں چھ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر فوت ہوئی ہے۔

احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرما دے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

سملیہ کے قبرستان میں دفن ہونے والی یہ پہلی خاتون تھی۔ اس موقعہ پر مقامی غیر احمدی دوستوں نے بھی فراخدلی سے کام لے کر ہمدردی کا ثبوت دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ان بچھڑے ہوئے سب بھائیوں کو بھی ہدایت نصیب کرے۔ اور ہم سب کا انجام نیک کرے۔ آمین۔

خاکسار بدر الدین احمد عفی عنہ معلم وقف جدید
رائے گڑھ

خبریں

نئی دہلی ۳ر اکتوبر۔ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے آج صبح یہاں اعلان کیا کہ بھارت امن چاہتا ہے اور اس بار امن ہماری شرائط پر ہی ہوگا۔ کیونکہ انصاف اور سچائی ہمارے ساتھ ہے۔ اور اگر بڑی طاقتوں نے اس بات کا احساس نہ کیا اور بھارت کے نقطۂ نظر کو نہ سمجھا تو ہمیں اپنا رویہ بدلنا ہوگا۔ اور اپنی پالیسیاں نئے سرے سے مرتب کرنا ہوں گی۔ آپ نے اعلان کیا کہ پاکستان کو جنگ بندی کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ اور طاقت کا جواب طاقت سے دیا جائے گا آپ نے کہا کہ اگر کبھی پاکستان سے کوئی سمجھوتہ ہوگا تو وہ ہماری شرطوں پر ہی ہوگا۔ آپ نے واضح کیا کہ ہم امن پسند ہیں اور دنیا کے سبھی ممالک کے ساتھ پُرامن طور پر رہنا چاہتے ہیں۔ ہم کسی سے بگاڑ پیدا نہیں کرتے سوائے پاکستان اور چین کے جنہوں نے خود بگاڑ پیدا کیا ہے۔ شری شاستری گوردوارہ سنگھ صاحب کے سامنے ایک دیوان میں تقریر کر رہے تھے جو بھارت پاکستان جنگ میں شہید ہونے والوں کو شردھانجلی بھینٹ کرنے کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ وہاں دہلی کی خالصہ دکھشا پریشد اور دہلی کی شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی طرف سے شری شاستری کو ڈیفنس فنڈ کے لئے اسی ہزار روپیہ بھینٹ کئے گئے۔ دیوان میں بھارتی فوجوں کے کمانڈر انچیف جنرل چودھری اور مغربی کمان کے آفیسر کمانڈنگ انچیف جنرل ہربخش سنگھ بھی شامل ہوئے۔ انہیں بھی سروپا بھینٹ کئے گئے شری شاستری نے پاکستان کے حملہ کا مقابلہ کرنے میں لوگوں کی طرف سے دکھائی گئی ایکتا خاص طور پر پنجاب کے لوگوں کی ہمت اور دلیری کی سراہنا کی۔ پردھان منتری نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ آگے کیا ہوگا مجھے تو سامنے خطرہ دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے ہمیں چین سے نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ ہمیں ہر طرح کی قربانی اور تیاگ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

جالندھر۔ ۳ر اکتوبر۔ آج یہاں سٹی ازن کونسل کے زیر اہتمام منعقدہ پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مکھیہ منتری کامریڈ رام کشن نے کہا کہ سولہ سترہ دنوں کی جنگ میں ہمارے فوجی جوانوں نے جس بہادری، جرأت، دلیری اور ہوشیاری سے دشمنوں کو شکست دی ہے وہ قابل داد ہے۔ اور ہمارے پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے جس ہمت، [illegible] اولوالعزمی اور جرأت کا ثبوت دیا ہے اس سے دنیا دنگ رہ گئی ہے کہ اس چھوٹے سے آدمی نے دنیا کے بڑے سے بڑے فیصلے بڑی مردانگی سے کر دکھائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے سیالکوٹ اور لاہور پر قبضہ کرنا کوئی مشکل نہیں تھا۔ شہری آبادی کو تباہ کرنے میں کوئی روک ٹوک حائل نہ تھی مگر ہمارا مقصد کسی ملک پر قبضہ کرنے کا نہیں۔ مگر جو ہمیں چھیڑے گا اُسے زندہ نہیں جانے دیا جائے گا۔ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کامریڈ نے کہا کہ سیبر جیٹ اور ایف ۱۰۴ ہوائی جہازوں کے مقابلہ میں ہمارے نیٹ ہوائی جہازوں، جانباز ہوائی جہازوں کے ہوابازوں اور جوانوں نے وہ کارنامے کئے ہیں جنہیں سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ اس سلسلہ میں جنگ پنجاب کے نام سے ایک کتاب شائع کرنے کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے۔ جس میں بہادروں کی قربانیاں اور شہادتیں درج کی جائیں گی۔

ماسکو ۲ر اکتوبر۔ روس کے نائب وزیر خارجہ مسٹر فیرو بن نے کل بھارتی سیکرٹری شری ٹی این کول کو یقین دلایا کہ روس بھارت سے مشورہ کئے بغیر مسئلہ کشمیر کے بارے کوئی اقدام نہ کرے گا۔ یہ یقین شری کول کو اس وقت دلایا گیا۔ جب انہوں نے کل مسٹر فیروبن کے ساتھ بھارت و پاکستان جھگڑے کے بارے تازہ ترین صورت حال کے بارے دو گھنٹے بات چیت کی۔

بلگریڈ ۳ر اکتوبر۔ بھارت کے راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن آج ۱۱ بجے قبل دوپہر بریونی ٹاپو میں پہنچ گئے وہاں یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو نے آپ کا سواگت کیا۔ مارشل ٹیٹو ان دنوں بیماری کے بعد یہاں آرام کر رہے ہیں ڈاکٹر رادھا کرشنن نے مارشل ٹیٹو سے ان کی مزاج پرسی کی۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن کا سواگت پورے ریاستی اعزاز کے ساتھ کیا گیا۔

چنڈی گڑھ ۳ر اکتوبر۔ چیف منسٹر کامریڈ رام کشن نے آج ایک انٹرویو میں بتایا کہ پنجاب سرکار صوبہ کے بڑے بڑے شہروں میں جن کی آبادی تقریباً تین لاکھ ہے راشننگ سسٹم جاری کرنے پر غور کر رہی ہے۔

نیویارک ۳ر اکتوبر۔ باخبر حلقوں نے بیان کیا ہے کہ ہندوستان نے مغربی ممالک کی اس تجویز کو رد کر دیا ہے کہ سیکیورٹی کونسل کے چار مستقل ممبروں کی ایک سب کمیٹی بنائی جائے جو سیکیورٹی کونسل کے ۲۰ر ستمبر کے ریزولیوشن کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہندوستان اور پاکستان سے بات چیت کرے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ تجویز کل شام اس وقت پیش ہوئی۔ جبکہ سردار سورن سنگھ نے امریکن سفیر مسٹر آرتھر گولڈ برگ سے ملاقات کی۔ سردار سورن سنگھ نے انہیں صاف طور پر مطلع کر دیا کہ یہ تجویز ہندوستان کو قطعی طور پر ناقابل منظور ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ سب کمیٹی کے قیام کا خیال سیکرٹری جنرل ارتھانٹ اور مغربی ممالک کے نمائندوں کے دماغ کی پیداوار ہے اُن کی کوشش یہ تھی کہ فوجوں کے ہٹانے کے سوال پر پیدا شدہ تعطل کو ختم کرنے کے لئے اور سیاسی مسائل کے حل کے لئے گفت و شنید کرنے کے لئے یہ سب کمیٹی بنائی جائے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان نے اپنی مسلح فوجوں کو اس وقت تک ہٹانے سے انکار کر دیا ہے کہ جب تک کشمیر کے جھگڑے کے بارے میں اُس کی تسلی نہیں ہو جاتی۔ ہندوستان نے یہ واضح کر دیا ہے کہ جب سیکیورٹی کونسل نے اس کی تصدیق کی ہے کہ سرحد پر مؤثر طور پر جنگ بند تھا [illegible] اس کے بعد تمام مسلح فوجوں کو جن میں پاکستانی لٹیرے بھی شامل ہیں ہٹایا جائے ایسا ہونے کے بعد ہی سیکیورٹی کونسل کے ریزولیوشن کے باقی ماندہ حصہ کو عملی جامہ پہنانے کا سوال پیدا ہو سکتا ہے جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے کشمیر کے متعلق کوئی گفت و شنید نہیں ہو سکتی اور وہ کسی سیاسی مسئلہ کو فوجیں ہٹانے کے سوال سے ملانے کے لئے تیار نہیں۔

جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے

شری رام کشن چیف منسٹر پنجاب کی خدمت میں تعاون کی پیشکش

اور ان کی طرف سے شکریہ کا خط

نظارت امور عامہ قادیان کی طرف سے پاکستان کی جارحانہ کارروائی پر نفرت کا اظہار کرتے ہوئے پنجاب کے چیف منسٹر شری رام کشن صاحب کی خدمت میں جماعت کی طرف سے جماعت کی جانی اور مالی قربانی کی پیشکش کی گئی تھی۔ اس کے جواب میں چیف سیکرٹری صاحب گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے حسب ذیل شکریہ کا خط موصول ہوا

چنڈی گڑھ

۲۵-۹-۱۸

پیارے جناب

مجھے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ میں شکریہ کے ساتھ آپ کی چٹھی نمبر 2297 (P.A) 65-6-4 مورخہ ۹/۶۵-۶ کی رسیدگی کی اطلاع دوں جس میں آپ نے موجودہ نازک حالات میں اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ حکومت آپ کی اس مخلصانہ پیشکش کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور مناسب وقت پر ان سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

آپ کا مخلص

(دستخط) سپرنٹنڈنٹ ایمرجنسی ورک برائے چیف سیکرٹری حکومت پنجاب

بخدمت شری مبارک علی صاحب جوہری
ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ
قادیان